فَیضانِ مَدِینَہ

(دعوتِ اسلامی)

Faizan-e-Madina

- قراٰن اور صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شان 3
- رشتوں کو پہچانئے 11
- مسجد، نمازی اور اہلِ محلہ 23
- یمن کی تاریخ 37
- پڑوسی خواتین 49

فرمانِ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ

ظاہر و باطن ایک رکھنا بہت بڑی سعادت مندی ہے۔

پریشانیوں اور تنگیوں سے نجات

حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلیا اللہ پاک اس کی ہر پریشانی دُور فرمائے گا اور ہر تنگی سے اسے راحت عطا فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رِزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے گُمان بھی نہ ہو گا۔ (ابن ماجہ،4/257،حدیث:3819)

بازار میں نقصان نہ ہو بلکہ فائدہ ہو

بازار جائیں تو یہ دُعا پڑھیں:

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ خَیْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْهَا یَمِیْنًا فَاجِرَةً اَوْصَفْقَةً خَاسِرَةً

اِس دُعا کی برکت سے اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم بازار میں خوب نفع ہو گا اور کوئی گھاٹا نہیں ہو گا اس دُعا کو حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پڑھا ہے۔

(مستدرک للحاکم،2/232،حدیث:2021- جنّتی زیور، ص580)

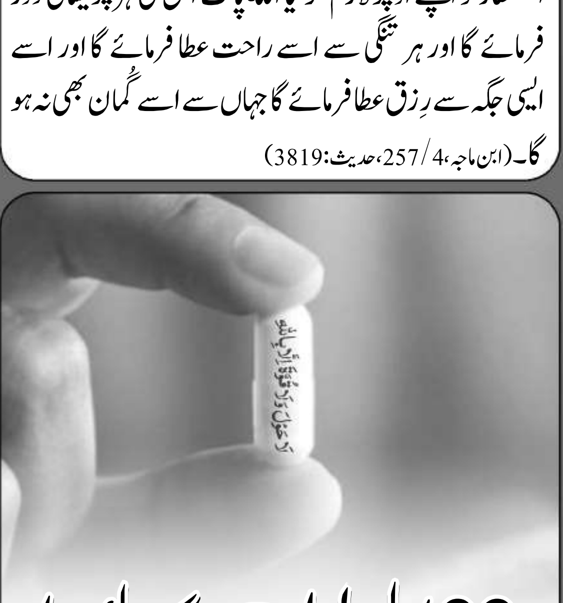

99 بیماریوں کے لئے دوا

حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ" کہا تو یہ (اس کے لئے) ننانوے بیماریوں کی دوا ہے ان میں سب سے ہلکی بیماری رنج والَم ہے۔

(الترغیب والترہیب،2/285،حدیث:2448)

بے اولاد جوڑے متوجہ ہوں!

یَا اَوَّلُ 41 بار روزانہ پڑھئے، اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم صاحبِ اولاد ہو جائیں گے۔ (مدّت:40دن) (زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص22)

بفیضانِ نظر سراج الاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابِت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین و ملّت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

قراٰن و حدیث

قراٰن اور صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شان 3

بھلائیوں کی چابی 5

فیضانِ امیرِ اہلِ سنّت

وصیت میں کسی کو چہرہ دیکھنے سے منع کرنا کیسا؟ مع دیگر سوالات 7

دارالافتاء اہلِ سنّت

سترماؤں سے زیادہ محبت/کنچے کھیلنا کیسا؟ 9

مضامین

رشتوں کو پہچانئے 11

دیہات والوں کے سوالات اور رسولُ اللہ کے جوابات 13

17 حقیقتیں (قسط:02) 15

اللہ سے ملاقات کا شوق 20

سُنی سنائی باتیں پھیلانے کا نقصان 21

مسجد، نمازی اور اہلِ محلہ (قسط:02) 23

رسولُ اللہ کا صحابہ کے ساتھ انداز 25

بزرگانِ دین کے مبارک فرامین 27

بزرگانِ دین کی سیرت

حضرت یونس علیہ السّلام (قسط:02) 28

رسولُ اللہ کے آباء واجداد (قسط:03) 30

حضرت عِکرمہ رضی اللہ عنہ 32

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما 34

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے 35

متفرق

یمن کی تاریخ (قسط:02) 37

صحت و تندرستی

کمر درد 39

قارئین کے صفحات

نئے لکھاری 40

خوابوں کی تعبیریں 44

بچّوں کا ”فیضانِ مدینہ“

مسلمانوں کی عید/حروف ملائیے! 45

مُردہ بچی زندہ کردی 46

بچّوں کے اسلامی نام 47

تسبیحِ فاطمہ 48

اسلامی بہنوں کا ”فیضانِ مدینہ“

پڑوسی خواتین 49

زخم کریدنا چھوڑ دیں 50

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل 51

PRINTER, PUBLISHER, EDITOR AND OWNER

HAMJANI SHABBIRBHAI RAJAKBHAI
BUTVALA'S CHAWL,
NR. CENTRAL WARE HOUSE,
DANILIMDA, AHMEDABAD-380028.
(GUJARAT)

PLACE OF PRINTING

MODERN ART PRINTERS
OPP : PATEL TEA STALL,
DABGARWAD NAKA,
DARIYAPUR, AHMEDABAD-380001.

قیمت 00=45

پوسٹ خرچ مزید

bookmahnama@gmail.com

عرض : ماهنامه فیضان مدینه کا بکنگ کروانا هو یا ماهنامه کے بارے میں کوئی مشوره دینا هو یا کوئی شکایت هو یا کوئی بهول نظر آئے تو اس نمبر پر کال، میسج یا واٹس ایپ کر سکتے هیں Mo. 7284872841

قرآن اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شان (قسط:01)

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صحابہ رضی اللہُ عنہم اجمعین اُمّت کی افضل ترین ہستیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنے آخری نبی محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحابیّت، نُصرت اور خدمت کے لیے منتخب فرمایا۔ اُن نفوسِ قدسیہ کی فضیلت ومدح قرآن مجید میں جابجا موجود ہے۔ کلامِ الٰہی صحابۂ کرام کے ایمانِ کامل اور حُسنِ عمل کی گواہی دیتا اور اُن کے لیے بخشش، جنّت اور رضائے خداوندی کا مژدہ سناتا ہے۔ اُن پاک ہستیوں پر یہ آیتِ مبارکہ مکمل طور پر صادق ہے۔﴿اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّاؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ(۴)﴾ ترجمہ: یہی سچے مسلمان ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس درجات اور مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔(پ9، الانفال:4)

جس مسلماں نے دیکھا اُنہیں اِک نظر
اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

صدیقِ اکبر کی پہلی شان، صدیقیت

اُن صحابۂ کرام میں سب سے بلند مرتبہ سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ کا ہے، جو مرتبۂ صِدّیقیت میں اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہیں۔ صِدق و صدیقیت کا وَصف خدا کو بہت محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو رضائے الٰہی کا طلب گار قرار دے کر اُن کے ”صادِق الایمان“ ہونے کی گواہی دیتا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ(۸)﴾ ترجمہ: ان فقیر مہاجروں کے لیے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکالے گئے اس حال میں کہ اللہ کی طرف سے فضل اور رضا چاہتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی لوگ سچے ہیں۔(پ28، الحشر:8) اِن صادقین سے ظاہری، باطنی، قلبی اور روحانی، قرب ومعیت رکھنا حکم خداوندی ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ(۱۱۹)﴾ ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔(پ11، التوبۃ:119) یہ معیّت و رفاقت اِس قدر اعلیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت کے صلے میں جو بہترین انعام عطا فرمائے گا، اُس میں قیامت وجنت کی رفاقت بھی داخل ہے چنانچہ فرمایا: ﴿وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَۚ

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ترجمہ: اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔(پ5، النسآء:69)

قربِ الٰہی کے حامل اور رضائے الٰہی کے طالب، اِن مجسمِ صدق وصفا حضرات میں سب سے بلند شان، حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے سب سے مقرب صحابی، سفر وحضر کے ساتھی، سیّدُنا صدیقِ اکبر رضی اللہُ عنہ کی ہے، جن کی شانِ صدیقیت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمائی: ﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ(۳۳)﴾ ترجمہ: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جس نے ان کی تصدیق کی یہی پرہیزگار ہیں۔(پ24، الزمر:33) یعنی وہ (نبی، محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم) جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ (ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ) جس نے اُن کی تصدیق کی، یہی پرہیزگار ہیں۔ مرتبہ صدیقیت پر فائز لوگ تصدیق میں جلدی کرتے اور اُن کے دل خدا اور رسول عزّوجلّ وصلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ہر حکم پر مطمئن ہوتے ہیں۔ شبِ معراج اِسی تصدیق کا ظہور صدیقِ اکبر رضی اللہُ عنہ کے کفار کو جواب دینے سے ہوا۔

اَصْدَقُ الصّٰادِقِیْں سَیِّدُ الْمُتَّقِیْں
چشم وگوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

صدیقِ اکبر کی دوسری شان، سبقت واولیت

کتابِ الٰہی کے وارث، قربِ خداوندی کا شوق رکھنے والے، خدا کے خاص فضل کے سبب، نیکی کے ہر کام میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ(۳۲)﴾ ترجمہ: اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا، یہی بڑا فضل ہے۔(پ22، الفاطر:32) اعمالِ حسنہ میں پہل کرنے اور آگے بڑھنے والے اِن حضرات کے لئے خداوند کریم، دخولِ جنت میں سبقت لے جانے اور مقامِ قرب میں جگہ پانے کی بشارت دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ(۱۰) اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ(۱۱) فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ(۱۲)﴾ ترجمہ: اور آگے بڑھ جانے والے تو آگے ہی بڑھ جانے والے ہیں۔ وہی قرب والے ہیں، نعمتوں کے باغوں میں ہیں۔(پ27، الواقعۃ:10تا12) ایسوں کے لیے جنت کا سچا وعدہ پہلے ہی سے ہے اور یہ جہنم سے ہمیشہ دُور رکھے جائیں گے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ(۱۰۱)﴾ ترجمہ: بیشک جن کے لیے ہمارا بھلائی کا وعدہ پہلے سے ہو چکا ہے، وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔(پ17، الانبیآء:101)

نیکیوں میں پہل کرنے کی آیات یا یہ موضوع سامنے آتے ہی جو نام سب سے پہلے نگاہوں میں ٹھہرتا ہے، وہ سیّدُنا صدیقِ اکبر رضی اللہُ عنہ کا ہے، جو اُس وقت ایمان لائے، جب کوئی مرد ایمان نہ لایا تھا، جو اُس وقت آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے مشیر و مُونس ورازدار، غم خوار اور حمایتی تھے، جب کوئی دوسرا نہ تھا، جنہوں نے اُس وقت نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی خدمت میں اپنا مال پیش کیا جب دوسرے لوگ دامنِ ایمان سے وابستہ بھی نہ ہوئے تھے، جنہوں نے اس وقت مسلمان غلام خرید کر آزاد کیے، جس وقت اُن غلاموں کی عملی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا، جنہیں سفرِ ہجرت کی معیت کے لیے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے سب پر ترجیح دی، جن سے زندگی بھر ہر اہم معاملے میں سرکارِ دوعالم نے سب سے پہلے مشاورت فرمائی، جنہوں نے غزوہ تبوک میں گھر کا سارا سامان پیش کرکے دریا دلی میں سب پر برتری پائی، جنہیں نماز کی امامت کے لیے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے تمام صحابۂ کرام پر سبقت دے کر مصلّیٰ امامت پر کھڑا کیا، الغرض سابقین کی جماعت میں جو سب پر سابق اور اولین کی جماعت میں جو سب سے اول ہیں، وہ بلاشک وشبہ، افضلُ الخلق بعدَ الرُّسُل، سایۂ مصطفیٰ، مایۂ اِصطفیٰ، عزّوناز خلافت، ثانیَ اثنین ہجرت، اوحدِ کاملیت، سابقِ سیرِ قُربِ خدا، سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ ہیں۔ (جاری ہے)

بھلائیوں کی چابی

(The key to goodness)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ يُّحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ كُلَّه یعنی جو نرمی سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا۔[1]

اللہ کے بندوں سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے اور ہمارا ربّ اپنے بندوں سے بہت محبت فرماتا ہے اِس لئے اللہ پاک نے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ذریعے اپنے بندوں سے نرمی کا برتاؤ کرنے کی تاکید فرمائی ہے، اُن تاکیدات میں سے ایک یہ حدیث پاک بھی ہے۔

اِس حدیثِ پاک کی شرح میں ہے: سختی کی ضد "نرمی" ہے، بھلائی حاصل کرنے کا ذریعہ نرمی ہے لہٰذا جس میں نرمی نہیں ہوتی وہ بھلائی سے محروم رہتا ہے۔[2]

احادیثِ مبارکہ میں نرمی کی فضیلت بیان کی گئی ہے، نرمی اختیار کرنے پر ابھارا بھی گیا ہے اور سختی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ آیئے! نرمی کی اہمیت سمجھنے کے لئے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نرمی سے متعلق ارشادات پڑھتے ہیں:

نرمی کا اجر وثواب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! اللہ پاک نرمی فرمانے والا ہے، نرمی کو پسند فرماتا ہے، اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو سختی یا کسی اور وجہ سے نہیں عطا فرماتا۔[3] یعنی اللہ کریم نرمی پر وہ ثواب عطا فرماتا ہے جو دوسری کسی چیز پر عطا نہیں فرماتا۔ ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اللہ کریم مخلوق پر نرمی کرنے کی وجہ سے جتنی آسانیاں عطا فرماتا ہے اور جتنی مرادیں پوری فرماتا ہے اِس کے مقابلے میں کسی دوسری چیز پر ایسی کرم نوازی نہیں فرماتا۔[4]

نرمی چیزوں کو خوب صورت بناتی ہے ایک موقع پر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سے فرمایا: نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اُسے خوب صورت بنادیتی ہے اور جس چیز سے نکل جاتی ہے اُسے بدصورت بنادیتی ہے۔[5] آپ بھی اپنی زندگی کو بدصورتی سے بچانا چاہتے ہیں اور خوب صورت بنانا چاہتے ہیں تو نرمی اختیار کیجئے۔

اللہ کو ہر کام میں نرمی پسند ہے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ پاک ایسا نرمی فرمانے والا ہے کہ ہر کام میں نرمی پسند فرماتا ہے۔[6]

نرمی کرنے والے حکمرانوں کے لئے دعائے مصطفےٰ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں دعا فرمائی: اے اللہ! جو میری اُمّت کے کسی کام کا والی ہو پھر وہ ان پر مشقت بن جائے تو اس

پر مشقت ڈال اور جو میری امت کی کسی چیز کا والی ہو پھر ان پر نرمی کرے تو تو اس پر نرمی کر۔[7] اللہ کریم نے آپ کو کوئی منصب دیا ہے تو نرمی کیجئے اور دعائے مصطفےٰ کی برکتیں حاصل کیجئے۔

گھر میں نرمی اللہ کا انعام ہے اللہ پاک جب کسی گھرانے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُن میں نرمی پیدا فرما دیتا ہے۔[8] یعنی گھر والے ایک دوسرے کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں۔[9] اللہ کریم ہمیں گھر میں بھی نرمی کی نعمت سے نوازے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

نرمی کا انعام مل گیا ایک شخص کو انتقال کے بعد جنّت میں داخل کر دیا گیا۔ اس سے پوچھا گیا: تو کیا عمل کرتا تھا؟ تو اس نے یاد کیا یا اسے یاد دلایا گیا تو اس نے کہا: میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تو تنگ دست کو مہلت دیتا اور درہم و دینار یا نقدی میں نرمی کیا کرتا تھا۔[10]

غصہ آنے کے باوجود نرمی کیجئے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں ہوں گی اللہ اسے اپنی پناہ میں لے لے گا اور اسے اپنی رحمت سے ڈھانپ دے گا اور اسے اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمائے گا: (1) وہ شخص جسے عطا کیا جائے تو شکر ادا کرے (2) جب کسی چیز پر قادر ہو تو معاف کر دے (3) جب غصہ آ جائے تو نرمی کرے۔[11]

رسولُ اللہ کے نرمی والے انداز اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی مبارک زندگی سے ہمیں نرمی کے کئی واقعات ملتے ہیں، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے گھریلو برتاؤ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رَسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے کبھی بھی کسی خادم یا عورت کو نہ مارا۔[12] ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نہ تو خود کسی خادم کو ڈانتے نہ دوسروں کو اس کی اجازت دیتے۔ ایک شخص نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی: "یا رسولَ اللہ! آخر ہم اپنے خادموں کو کتنی مرتبہ معاف کریں؟" آپ خاموش رہے؛ اس نے دوبارہ پوچھا: آپ خاموش رہے، جب تیسری مرتبہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اس سے دن میں 70 مرتبہ درگزر کرو۔[13]

سیرتِ مصطفیٰ کے اِس پہلو کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم میں اپنے ملازموں، خادموں، صفائی کرنے والوں اور غریبوں کی چھوٹی سی غلطی پر اُنہیں بے عزّت کرنے، جھاڑنے، ڈانٹنے اور مارنے کی بری عادت تو نہیں؟ اُنہیں کمزور اور چھوٹا سمجھ کر بات بات پر اُن کا مذاق تو نہیں اُڑاتے، طعنے تو نہیں دیتے، اُن کا دل تو نہیں دُکھاتے؟ اگر یہ یا اِن جیسی خرابیاں آپ میں ہیں تو اَلرٹ ہو جائیے کیوں کہ یہ تو دل کی خطرناک بیماری "تکبّر" کی علامات (Symptoms) ہیں جس کا علاج عاجزی وانکساری اپنانے کے ساتھ ساتھ نرمی اختیار کرنے میں ہے۔

دعوتِ اسلامی ہند یہ ٹرینڈ عام کر رہی ہے کہ صفائی اور کھانا وغیرہ کی خدمت پر مقرر افراد کو خادم نہ کہا جائے بلکہ "خیر خواہ" بولا جائے تاکہ رزقِ حلال حاصل کرنے کے یہ ذرائع اختیار کرنے میں یہ بالکل نہ ہچکچائیں اور یہ کام لینے والوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ یہ افراد ہمارے بھلائی چاہنے والے ہیں، یہ نہ ہوں تو ہمارے لئے بہت سی مشکلات کھڑی ہو جائیں۔ آپ بھی "خادم" کی جگہ "خیر خواہ" کہنے کی عادت بنایئے۔

آیئے! ہم عہد کریں کہ اپنے تمام کاموں میں نرمی اختیار کریں گے کیوں کہ

ہے فلاح وکامرانی نرمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

---

(1) ابو داؤد، 4/335، حدیث: 4809 (2) حاشیہ سندھی علی ابن ماجہ، 4/197، تحت الحدیث: 3687، شرح مسلم للنووی، جزء: 8، 16/145 (3) مسلم، ص1072، حدیث: 6601 (4) شرح مسلم للنووی، جزء: 8، 16/145 (5) مسلم، ص1073، حدیث: 6602، 6603 (6) بخاری، 4/379، حدیث: 6927 (7) مسلم، ص783، حدیث: 4722 (8) مسند احمد، 9/345 حدیث: 24481 (9) فیض القدیر، 1/339، تحت الحدیث: 393 (10) مسلم، ص649، حدیث: 3995 (11) مستدرک، 1/332، حدیث: 444 (12) ابو داؤد، 4/328، حدیث: 4786 (13) ابو داؤد، 4/439، حدیث: 5164۔

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

1 سردی سے بچنے کی دُعا کرنا

سُوال: کیا سردی سے بچنے کی دُعا کرسکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! دُعا بھی کرسکتے ہیں کہ اللہ کریم ہمیں اِس سردی کی ہَلاکت خیزی سے بچائے اور ہمیں اِس سے کوئی بڑا نقصان نہ پہنچے۔ ایک فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں یہ بھی ہے: جب سخت سردی ہوتی ہے تو بندہ کہتا ہے: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" آج کتنی سخت سردی ہے! اے اللہ! مجھے جہنّم کی زَمْہَرِیر سے بچا۔ اللہ پاک جہنّم سے کہتا ہے: میرا بندہ مجھ سے تیری زَمْہَرِیر سے پناہ مانگ رہا ہے اور میں نے تیری زَمْہَرِیر سے اسے پناہ دی۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان نے عرض کی: جہنّم کی زَمْہَرِیر کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایک گڑھا ہے جس میں کافر کو پھینکا جائے گا تو سخت سردی سے اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السُّنی، ص136، حدیث:307)

2 اپنی وَصیّت میں کسی کو چہرہ دیکھنے سے منع کرنا کیسا؟

سوال: اگر کوئی یہ وَصیّت کر جائے کہ جب میں مر جاؤں تو فلاں شخص میرا چہرہ نہ دیکھے کیا ایسی وَصیّت کرنا دُرُست ہے؟

جواب: اِس طرح کی وَصیّت کرنے میں غصے کا اِظہار ہے۔ بعض لوگ نادانی میں کہہ دیتے ہیں کہ میں تیرے جنازے میں نہیں آؤں گا یا یوں کہتے ہیں کہ جب میں مَر جاؤں تو میرا چہرہ دیکھنے مت آنا۔ ایسا کہنا دُرُست نہیں ہے البتہ چہرہ سب کو دیکھنا جائز ہے۔ اگر میّت کی کوئی غلطی ہو تب بھی مُعاف کر دینا چاہئے۔ ایک مَرتبہ میں کسی میّت میں گیا، سامنے میّت رکھی ہوئی تھی اور لوگ میّت کا چہرہ دیکھنے آرہے تھے کہ کسی کی آمد پر اچانک شور مچ گیا کہ تم کیوں آئے ہو؟ تم باہر نکلو، تمہیں میّت کا چہرہ نہیں دیکھنے دیں گے۔ ظاہر ہے ایسا کرنا آنے والے کی سخت دل آزاری کا باعث ہوا ہوگا، اللہ کریم سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

3 ناگہانی آفات کے بعد نماز کی طرف رغبت

سُوال: ناگہانی آفات (مثلاً زلزلہ وغیرہ) کے بعد لوگ عُموماً نمازوں کی طرف راغب ہوتے ہیں، لیکن بعد میں وُہی سُستی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، نمازوں کی مستقل عادت بنانے کے لئے کیا کیا جائے؟

جواب: لوگوں کو عارِضی طور پر جوش آجاتا ہے، لیکن چونکہ شیطان پیچھے لگا ہوتا اور نفس تنگ کررہا ہوتا ہے، اِس لئے حالات سازگار ہوتے ہی دوبارہ گُناہوں پر دلیر ہو جاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے، حادِثہ ہو یا نہ ہو، اللہ پاک کو راضی

کرنے کے لئے ہمیں نماز پڑھنی ہی پڑھنی ہے۔ نہیں پڑھیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ زلزلے آنا اور عمارتیں گرجانا یہ سب تکلیفیں کچھ بھی نہیں ہیں، جہنّم کا عذاب بہت خطرناک ہے۔ اللہ کریم ہم کو جہنّم کی آواز سُننے سے بھی محفوظ رکھے۔

4 اِحسان جتانا حکمِ قراٰن کی نافرمانی ہے

سُوال: مالی حالات خراب ہونے کی وجہ سے اگر کوئی ہماری مَدَد کرے تو کیا ہمیں قبول کرنی چاہئے؟ کیونکہ بعض اَوقات لوگ مَدَد کرکے جتاتے ہیں اور اِدھر اُدھر بتاتے ہیں۔

جواب: اگر قبول کئے بغیر گزارا ہو رہا ہے تو پھر قبول نہ کیا جائے، کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی کا اِحسان اُٹھانے میں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ آدمی اُس کے سامنے جھکا رہے گا اور اُس کی غلط بات کی اِصلاح کرنے کی بھی ہمت نہیں کرے گا۔

جو لوگ دوسروں کی مَدَد کرکے اُنہیں یا دیگر لوگوں کو سُناتے ہیں وہ بہت غلط کرتے ہیں اور قراٰنِ کریم کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔ (پ3، البقرۃ: 264)

کسی کا اِحسان کیوں اُٹھائیں، کسی کو حالات کیوں بتائیں
تُم ہی سے مانگیں گے تُم ہی دو گے، تمہارے در سے ہی لَو لگی ہے

5 مسجد کے اِمام کو پیش اِمام کیوں کہتے ہیں؟

سُوال: مسجد کے اِمام کو پیش اِمام ہی کیوں کہتے ہیں؟

جواب: پیش اِمام کی طرح فارسی میں دِیگر اَلفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں مثلاً پیش لفظ، عام طور پر یہ کتاب کے شروع میں لکھا ہوتا ہے، پیشِ نظر، پیش رَفت وغیرہ۔ پیش کے معنیٰ "آگے" کے ہیں تو چونکہ اِمام، پیش یعنی آگے ہوتا ہے پیچھے نہیں ہوتا اِس لئے غالباً اِمام کو پیش اِمام کہتے ہوں گے (اور اس کو "پیش نماز" بھی کہتے ہیں)۔ اِمام نماز پڑھاتے ہوئے مقتدیوں سے آگے ہی ہوتا ہے اور اگر مقتدی اِمام سے آگے ہوجائے تو اس کی نماز ہی نہ ہوگی اس لئے ضَروری ہے کہ جو جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو وہ اِمام کے پیچھے رہے اور اِمام پیش یعنی آگے رہے۔

6 غیر مسلم سے جھوٹ بولنا کیسا؟

سُوال: اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم سے جُھوٹ بولے تب بھی گُناہ ملے گا؟

جواب: غیر مسلم سے بھی جُھوٹ بولنے کی اِجازت نہیں ہے۔ نہ جُھوٹ بول سکتے ہیں، نہ دھوکا دے سکتے ہیں، نہ گالیاں بَک سکتے ہیں اور نہ ہی اُنہیں ناحق مار پیٹ سکتے ہیں۔ ہمارا اِسلام اَمْن کا پیغام دیتا ہے اور ہمیں حُسنِ اَخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔ ہمیں جو بھی کرنا ہے شریعت کے اَحکام کے مطابق ہی کرنا ہے۔

7 بچّے کی پیدائش پر مٹھائی تقسیم کرنا

سُوال: کیا بچّے کی پیدائش پر مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنے کی اجازت ہے؟

جواب: جی ہاں! بالکل جائز ہے۔ چونکہ خوشی ہوتی ہے تو اس لئے تقسیم کی جاتی ہے، اِس میں کوئی حرج نہیں۔ ہمارے یہاں شاید اس کا رواج بھی ہے۔ البتہ بعض اوقات مطالبہ کیا جاتا ہے کہ "مٹھائی کھلاؤ!" اس صورت میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایسی فرینڈشپ اور ایک دوسرے کو کھلانے کا سلسلہ ہے تب تو یہ اور چیز ہے، لیکن ایسا ہے کہ اگر یہ نہیں کھلائے گا تو اگلا بدنام کرے گا اور کنجوس مکھی چوس وغیرہ بولے گا، تو اس لئے یہ اپنی عزّت بچانے اور اس کے شر (یعنی بُرائی) سے بچنے کی خاطر مٹھائی کِھلاتا ہے تو مانگنے والے کے حق میں رِشوت ہوگی اور کھلانے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، 17/300 ملخصاً)

1 ستر ماؤں سے زیادہ محبت؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جملہ زبان زدِ عام ہے کہ ”اللہ تعالیٰ ستر ماؤں سے بھی زیادہ اپنے بندے سے محبت فرماتا ہے“ سوال یہ ہے کہ

1 کیا یہ جملہ کسی حدیث پاک میں آیا ہے؟ یا لوگوں کی زبان پر یونہی مشہور ہو گیا ہے؟

2 اس جملے کو بغیر حدیث کہے بیان کرنا جائز ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

1 سوال میں بیان کردہ جملہ بہت تلاش کے باوجود کسی حدیث میں نہیں مل سکا، یہ بغیر کسی سند کے لوگوں کی زبانوں پر جاری ہو گیا ہے، لہٰذا جب تک کوئی مستند حوالہ نہ ملے اسے بطورِ حدیث بیان نہ کیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارحم الراحمین ہے وہ اپنے بندوں پر فضل و کرم فرماتا ہے اس کی رحمت اور اپنے بندوں سے محبت کو بیان کرنے کے لیے اسی جملے کو بیان کرنا تو ضروری نہیں، بے شمار آیات و احادیث میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت اور اپنے بندوں سے محبت فرمانے کا ذکر ہے، چاہیے کہ وہ آیات و احادیث بیان کی جائیں۔

ایسی بہت سی احادیث کتبِ احادیث میں موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت و مہربانی کو بیان کیا گیا ہے، ہمیں چاہیے کہ ان احادیث کو بیان کریں، اور جن روایات کو بیان کرنے سے علمائے کرام منع فرمائیں انہیں بیان کرنے سے باز رہیں۔

2 اس جملے کو بغیر حدیث کہے کثرتِ محبت کے طور پر بیان کرنے میں حرج نہیں کہ ستر (70) عددِ کثرت ہے، عام محاوروں میں یہ عدد کسی چیز کی زیادتی و کثرت کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن اس طرح بیان کرتے ہوئے بھی اس کی وضاحت کر دینی چاہیے کہ یہ حدیث نہیں، کیونکہ عموماً لوگ اسے حدیث سمجھ لیتے ہیں اور پھر حدیث کہہ کر آگے بیان کرتے ہیں۔

فرہنگِ آصفیہ میں ہے: ”ستر: 70 عددِ کثرت۔ بہتیرے۔ سینکڑوں۔ بیسیوں“ (فرہنگِ آصفیہ، جلد2، صفحہ 32)

آن لائن اردو ڈکشنری ریختہ میں ستر (70) کا ایک معنی یہ بیان کیا گیا ہے: ”اظہارِ کثرت کے لیے، بہت سے، ہزاروں“

https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-sattar?lang=ur

اس معنی کے اعتبار سے اس جملے (اللہ تعالیٰ ستر ماؤں سے بھی زیادہ اپنے بندے سے محبت فرماتا ہے) کا معنی یہ بنے گا کہ اللہ

تبارک و تعالیٰ اپنے بندے سے بہت زیادہ محبت فرماتا ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 کنچے کھیلنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گلی محلوں میں بچے اور نوجوان بانٹے کھیلتے ہیں جن کو کنچے بھی کہا جاتا ہے۔ بانٹے کھیلنے کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سے دو صورتیں درج ذیل ہیں:

1 ایک بچہ اپنے ہاتھ کے اندر کچھ بانٹے لے کر دوسرے سے پوچھتا ہے کہ جفت ہے یا طاق؟ اگر دوسرا صحیح بتادے تو پوچھنے والا ہاتھ میں موجود سارے بانٹے دوسرے کو دے دیتا ہے، اور اگر غلط بتائے، تو دوسرے کو اتنی تعداد میں بانٹے دینے پڑتے ہیں۔

2 بانٹے کے ذریعے بچے نشانہ بناتے ہیں، اگر نشانہ صحیح لگ جائے تو وہ دوسرے سے طے شدہ بانٹے وصول کرتا ہے، اور دونوں صورتوں میں ایک وقت آتا ہے کہ ایک ہار کر خالی ہو جاتا ہے اور دوسرے کے پاس جیت کر بانٹے ڈبل ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ دونوں صورتیں قمار میں شامل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں یا نہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سوال میں بیان کردہ بانٹا کھیل کی دونوں صورتیں جوا اور ناجائز و حرام ہیں۔ تفصیل یہ ہے کہ:

قرآن مجید میں مَیْسِر کو حرام فرمایا گیا ہے اور مفسرین، محدثین، شارحینِ حدیث، فقہاء سب نے ہر قسم کا جُوا مَیْسِر میں شامل مانا ہے تو جُوا بنصِ قرآن ناجائز و حرام ٹھہرا۔ اور کھیلوں میں جوئے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ غالب ہونے والے کے لئے مغلوب ہونے والے شخص سے کچھ لینے کی شرط لگادی جائے اور اسی ناجائز و حرام جوئے میں انہی علمانے بچوں کا اخروٹ والا کھیل بھی شامل بتایا ہے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اور اب بھی بعض مقامات پر اخروٹ کا کھیل کھیلا جاتا ہے اور یہ بانٹوں کا کھیل اخروٹ کے کھیل کی طرح ہے۔ پہلے جب بانٹے نہیں ہوتے تھے تو اخروٹ کے ساتھ کھیلا جاتا تھا اور اب بانٹوں کے ساتھ، تو جو حکم اخروٹ کے کھیل کا ہے وہی بانٹوں کے کھیل کا حکم ہو گا لہٰذا جس طرح اخروٹ کا کھیل جوا اور ناجائز و حرام ہے ایسے ہی بانٹوں کا کھیل بھی جوا اور ناجائز و حرام ہے جبکہ غالب ہونے والے کے لئے مغلوب ہونے والے سے کچھ لینے کی شرط لگائی جائے اور سوال میں بیان کردہ دونوں صورتوں میں یہی خرابی ہے کہ غالب ہونے والے کے لئے مغلوب ہونے والے سے بانٹے لینے کی شرط لگائی جاتی ہے لہٰذا سوال میں مذکور بانٹا کھیل کی دونوں صورتیں جوا اور ناجائز و حرام ہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ خود کو اور اپنی اولاد کو اس حرام کام سے بچائیں۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

اس جواب پر ایک شبہ یہ وارد کیا جا سکتا ہے کہ اخروٹ تو واضح طور پر مال ہے جبکہ بانٹوں کا مال ہونا واضح نہیں تو پھر اس کے لین دین کی شرط جوا کیسے بن جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح اخروٹ مال ہے ایسے ہی بانٹا بھی مال ہے کہ بانٹا شیشے سے بنتا ہے اور شیشہ واضح طور پر مال ہے اور بانٹوں کا لہو ولعب کے لئے ہونا اسے مال ہونے سے خارج نہ کردے گا ورنہ اخروٹ بھی مال نہ رہے اور فقہاء نے گائے، بیل، ہاتھی، گھوڑا، اور ان کے علاوہ دوسرے کھلونوں کے متعلق جو یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی اسے توڑ دے تو اس پر تاوان نہیں اس لئے کہ اس کی کوئی قیمت نہیں وہاں کھلونوں کی تخصیص فرمائی کہ وہ مٹی کے ہوں تو یہ حکم ہے اور اگر لکڑی یا کسی دھات کے ہوں تو ان کو توڑنے سے لکڑی اور دھات کا توڑنے والے پر تاوان لازم ہو گا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رشتوں کو پہچانئے

ہم چھوٹے تھے تو ہمارے والد صاحب (مرحوم) عید کے موقع پر ہمیں یعنی میرے بڑے بھائی (مرحوم) کو اور مجھے اپنے رشتہ داروں کے گھر لے جایا کرتے تھے، شروع میں میرے والد صاحب کے پاس سائیکل ہوتی تھی تو وہ ہمیں رشتہ داروں کے ہاں سائیکل پر لے جاتے، پھر کچھ عرصہ بعد بائیک آگئی تو بائیک پر لے جاتے، اس کے بعد والد صاحب کے پاس گاڑی آگئی تو اس پر لے جانے لگے، یوں ہمیں اپنے رشتہ داروں کے ہاں لے کر جانے کا یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا یہاں تک کہ ہم بڑی عمر کے ہوگئے۔ اس سے جہاں ہمیں اپنے رشتہ داروں کی پہچان ہوا کرتی کہ فلاں رشتے میں ہمارے کیا لگتے ہیں، وہیں ساتھ ہی اس سے ہمارا یہ ذہن بھی بن رہا ہوتا کہ اہم مواقع پر رشتہ داروں کے ہاں جانا چاہئے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے دینِ اسلام کی پیاری تعلیمات بھی یہی ہیں کہ اپنے رشتہ داروں کی پہچان رکھی جائے، چنانچہ اللہ پاک کے پیارے اور آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: **تَعَلَّمُوا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ اَرْحَامَكُمْ، فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ** اپنا نسب اتنا سیکھو کہ جس سے تم رشتے داروں سے صلۂ رحمی کر سکو، کیونکہ رشتہ جوڑنا گھر والوں میں محبت، مال میں برکت (اور) عمر میں درازی (کا ذریعہ) ہے۔[1]

اس حدیثِ مبارکہ میں "اَنْسَاب" سے مراد آباء واجداد، پھوپھیاں، خالائیں اور دیگر قریبی رشتہ دار ہیں۔[2] حضرت علامہ علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیثِ مبارکہ کے شروع کے الفاظ کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **تَعَرَّفُوا اَقَارِبَكُمْ مِنْ ذَوِي الْاَرْحَامِ لِيُمْكِنَكُمْ صِلَةَ الرَّحِمِ** یعنی تم اپنے ذی رحم رشتہ داروں کی پہچان رکھو تاکہ تمہارے لئے صلۂ رحمی کرنا ممکن ہو۔[3] مذکورہ حدیثِ پاک کے تحت حکیمُ الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: اپنے دَدْھیال (یعنی دادا کے خاندان) نَنْھیال (یعنی نانا کے خاندان) کے رشتوں کو یاد رکھو اور یہ بھی دھیان میں رکھو کہ کس سے ہمارا کیا رشتہ ہے تاکہ بقدر رشتہ ان کے حق ادا کرتے رہو، اگر تم کو رشتہ داروں کی خبر ہی نہ ہوگی تو ان سے سلوک کیسے کروگے۔[4] صدرُ الشّریعہ بدرُ الطریقہ حضرت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: صِلۂ رِحم کے معنیٰ رِشتہ کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ صِلۂ رِحم واجب ہے اور قطعِ رِحم (یعنی رشتہ توڑنا) حرام ہے۔ صلۂ رحم کی مختلف صورتیں ہیں: ان کو ہدیہ وتحفہ دینا اور اگر ان کو کسی بات میں تمہاری اِعانت درکار ہو تو اس کام میں ان کی مدد کرنا،

انھیں سلام کرنا، ان کی ملاقات کو جانا، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ان سے بات چیت کرنا ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا۔(آپ مزید فرماتے ہیں:) صِلَۂ رِحمی (رشتے داروں کے ساتھ اچھا سُلوک) اِسی کا نام نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو، یہ چیز تو حقیقت میں مُکافاۃ یعنی اَدلا بدلا کرنا ہے کہ اُس نے تمہارے پاس چیز بھیج دی تم نے اُس کے پاس بھیج دی، وہ تمہارے یہاں آیا تم اُس کے پاس چلے گئے۔ حقیقتاً صِلَۂ رِحم (یعنی کامل دَرَجے کا رشتے داروں سے حسنِ سلوک) یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو، وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے، بے اِعتنائی (بے پروائی) کرتا ہے اور تم اُس کے ساتھ رشتے کے حقوق کی مراعات (یعنی لحاظ و رعایت) کرو۔[5] بہر حال رشتوں کے مَراتِب کے اعتبار سے سب ہی رِشتے داروں کے ساتھ ہمیں اچھا سلوک کرنا چاہئے، رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی اور رزق میں فراخی ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ پاک سے ڈرتا رہے اور رِشتے داروں سے حسن سلوک کرے۔[6]

اللہ پاک کا شکر ہے کہ ہم ایک ایسے معاشرے اور ایسے وطن میں رہتے ہیں کہ جہاں رشتوں میں خوبصورتی اور محبت پائی جاتی ہے، جبکہ کثیر مُمالِک اس خوب صورت کلچر اور اس عظیم نعمت سے محروم ہیں۔ مگر بدقسمتی سے یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے بہت سارے لوگ جہاں دیگر بہت ساری چیزوں میں اپنی تہذیب و تمدن اور اسلامی اَقدار کو بھولتے جارہے ہیں وہیں رشتوں میں پیار اور محبت والا اہم معاملہ بھی اس کا شکار ہوچکا ہے، آج کی ینگ جنریشن کو جن چند رشتوں کی پہچان ہوتی ہے ان کے ساتھ بھی انہیں بات چیت کئے اور ان کے احوال معلوم کئے ہوئے بھی بسا اوقات مہینوں گزر جاتے ہیں، عام دنوں میں ان کے ہاں جانا تو دُور کی بات، اَہم مواقع مثلاً عیدین اور شادی غمی وغیرہ پر بھی کئی لوگ اپنے رشتہ داروں کے ہاں نہیں جاتے، خصوصاً جب رشتہ دار غربت اور محتاجی کی زندگی گزار رہے ہوں تو پھر ان کے ہاں جانے یا ان کو اپنے ہاں دعوت پر بلانے سے بھی لوگ کتراتے ہیں، یوں ہی مصروف زندگی کے نام پر یا پھر کسی اور وجہ سے آج لوگ اپنے رشتہ داروں کو بُھلا چکے ہیں، گنے چُنے چند رشتوں کے علاوہ آج کئی لوگوں کو اپنے خاندان کے بہت سارے لوگوں کے بارے میں معلومات ہی نہیں ہوتی اور نہ ہی ان سے کوئی رابطہ واسطہ ہوتا ہے، جبکہ ہمارے معاشرے میں کئی لوگ تو ایسے بھی ہیں جو رشتوں کو جوڑنے کے بجائے چھوٹی چھوٹی باتوں پر رشتے توڑ کے بیٹھ جاتے ہیں، اور پھر نہ صرف خود اپنے رشتہ داروں سے بات چیت ختم کر دیتے ہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی اور اپنے دیگر رشتہ داروں کو بھی کہہ دیتے ہیں کہ فلاں سے تم بھی تعلق ختم کردو ورنہ ہم تم سے بھی تعلق ختم کر دیں گے! حالانکہ رشتہ جوڑنے کی چیز ہے نہ کہ توڑنے کی، 2 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ کیجئے 1 رشتہ عرشِ الٰہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے: جو مجھے ملائے گا، اللہ پاک اس کو ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا، اللہ پاک اسے کاٹے گا۔[7] 2 جس قوم میں قاطعِ رحم (یعنی رشتہ کاٹنے والا) ہوتا ہے، اس پر رحمتِ الٰہی نہیں اُترتی۔[8]

میری تمام عاشقانِ رسول سے فریاد ہے! رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے رشتوں کی پہچان رکھئے اور اپنی اولاد کو بھی رشتوں کی پہچان کروایئے، رشتے توڑنے کے بجائے جوڑنے کی کوشش کیجئے، اللہ پاک ہمیں رشتوں کی پہچان رکھنے، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ رشتوں کو جوڑ کر رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

یا الٰہی! رشتے داروں سے کروں حُسنِ سُلُوک
قَطعِ رِحمی سے بچوں اِس میں کروں نہ بھول چُوک

---

(1) ترمذی،3/394، حدیث:1986 (2) مرقاۃ المفاتیح،8/667، تحت الحدیث: 4934 (3) مرقاۃ المفاتیح،8/667، تحت الحدیث:4934 (4) مراٰۃ المناجیح،6/530 (5) بہارِ شریعت، جلد3 حصہ16، صفحہ558 تا560 ملتقطاً (6) مستدرک،5/222، حدیث: 7362 (7) مسلم، ص1062، حدیث: 2555 (8) شعب الایمان، 6/223، حدیث:7962۔

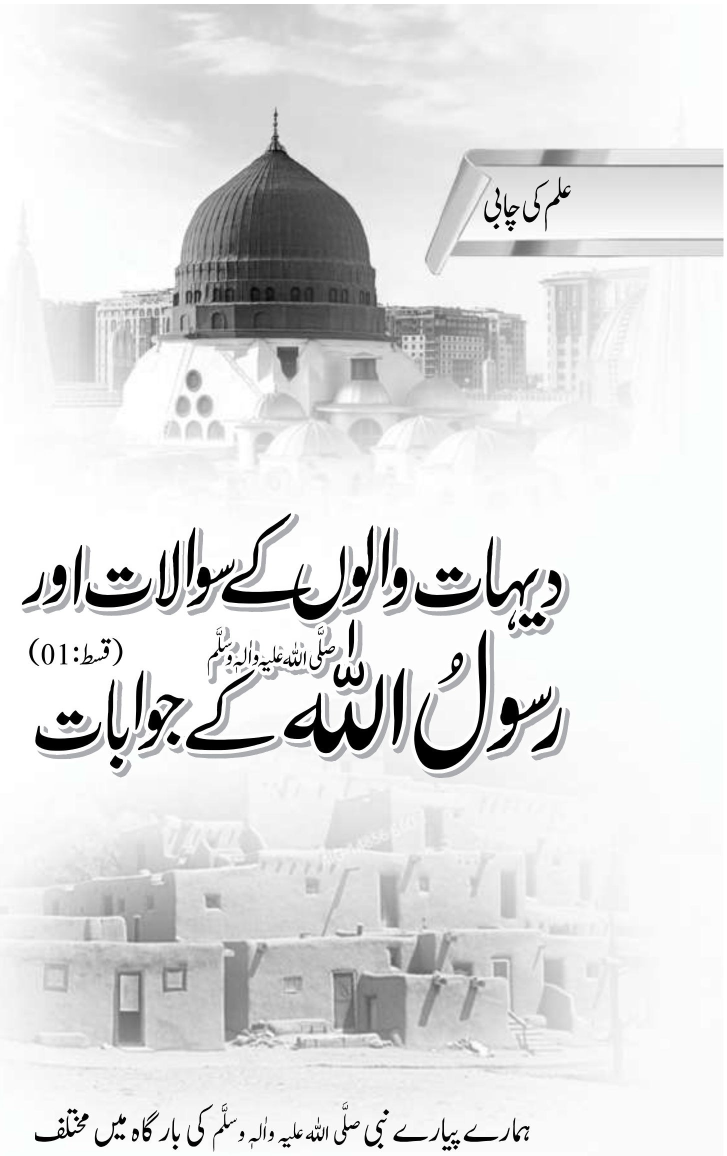

دیہات والوں کے سوالات اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جوابات

(قسط:01)

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں مختلف ملکوں، شہروں، علاقوں، دیہاتوں، وادیوں اور قبیلوں سے لوگ حاضر ہوتے، ایمان لاتے، سوالات کرتے، دین سیکھتے، اللہ و رسول کو راضی کرتے اور جنّتوں کے حق دار بن جاتے تھے۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان دیہات کے رہنے والے سادہ لوگوں کی آمد کا انتظار کرتے تھے اس لئے کہ ان کے سوالات بہت کچھ سیکھنے کا سبب بنا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: كَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَّجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْاَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی ہماری خواہش ہوتی کہ کوئی گاؤں کا رہنے والا آدمی آئے اور رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سوال کرے۔[1] صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کو کسی دیہاتی کا آکر سوال کرنا اس لئے بھی اچھا لگتا تھا کہ یہ سادہ لوگ ہوتے تھے اور بعض اوقات نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس طرح کے سوالات بھی کرلیتے تھے جو عام شہری صحابہ نہیں کرپاتے تھے۔ یہاں گاؤں، دیہات کے ایسے لوگوں کے سوالات اور اُن کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں:

کون سا عمل جنّت کے قریب کرے گا؟ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک سفر میں تھے کہ اچانک ایک دیہاتی آیا اور آپ کی اونٹنی کی لگام پکڑ کر بولا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِي بِمَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ، وَمَا يُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ یعنی اے اللہ کے رسول! کوئی ایسا عمل بتادیجئے جو مجھے جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کردے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ یعنی اللہ پاک کی عبادت کرو اور کسی کو بھی اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلۂ رحمی کیا کرو۔[2]

آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا؟ حضرت اَنس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں منع کیا گیا تھا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کسی بھی (غیر ضروری) چیز کے بارے میں سوال کریں۔ تو ہماری خواہش ہوتی کہ کوئی عقل مند دیہاتی آئے وہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سوال کرے اور ہم بھی سن لیں۔ ایک بار ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا اُس نے یہ گمان ظاہر کیا کہ آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اُس نے سچ کہا۔ اُس نے عرض کی: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ یعنی آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ نے۔ اُس دیہاتی نے عرض کی: فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ یعنی زمین کو کس نے پیدا کیا؟ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ نے۔ وہ بولا: فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيْهَا مَا جَعَلَ یعنی پہاڑوں کو

کس نے قائم کیا اور ان میں جو کچھ ہے اسے کس نے رکھا؟ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک نے۔

وہ اَعرابی بولا: فَبِالَّذِی خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ، آللّٰهُ اَرْسَلَكَ یعنی اُس ذات کی قسم جس نے آسمان وزمین بنائے اور پہاڑ قائم کئے! کیا اُسی نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ہاں۔ اُس نے عرض کی: قاصد نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اُس نے سچ کہا۔ اعرابی بولا: فَبِالَّذِی اَرْسَلَكَ، آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا یعنی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اُسی اللہ نے آپ کو اِس کا حکم دیا ہے؟ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ وہ آدمی بولا: وَزَعَمَ رَسُولُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِي اَمْوَالِنَا یعنی قاصد نے یہ بھی خیال ظاہر کیا ہے کہ ہم پر ہمارے مالوں میں زکوٰۃ بھی فرض ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اُس نے سچ کہا۔

اعرابی نے عرض کی: فَبِالَّذِی اَرْسَلَكَ، آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا یعنی اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اُسی اللہ نے آپ کو اِس کا حکم دیا ہے؟ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اعرابی نے عرض کی: وَزَعَمَ رَسُولُكَ اَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سَنَتِنَا یعنی قاصد نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم پر ہر سال رمضان کے مہینے میں روزے فرض ہیں۔ نبیِّ پاک نے فرمایا: اُس نے سچ کہا۔ اعرابی بولا: فَبِالَّذِی اَرْسَلَكَ، آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا یعنی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اُسی اللہ نے آپ کو اِس کا حکم دیا ہے؟ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ دیہات والے آدمی نے پھر عرض کی: وَزَعَمَ رَسُولُكَ اَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا یعنی قاصد نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم میں سے جو حج پر جانے کی طاقت رکھتا ہو اس پر حج فرض ہے۔ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اُس نے سچ کہا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر وہ آدمی مُڑا اور کہنے لگا: وَالَّذِی بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا اَزِيدُ عَلَيْهِنَّ، وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُنَّ یعنی اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسول بنایا میں اس پر نہ اضافہ کروں گا اور نہ ہی کمی۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ یعنی اگر اس نے سچ کہا تو ضرور جنّت میں داخل ہو گا۔[3]

کون سا عمل دوزخ سے دور کرے گا؟ ایک دیہاتی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی: اَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ یعنی مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کر دے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا ان دو (یعنی جنت و جہنم) نے تمہیں عمل پر اُبھارا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تَقُولُ الْعَدْلَ وَتُعْطِي الْفَضْلَ یعنی حق بات کہو اور جو ضرورت سے زیادہ ہو اُسے صدقہ کر دو۔ اس نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں ہر وقت حق بولنے اور ضرورت سے زیادہ مال صدقہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتُفْشِي السَّلَامَ یعنی لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو۔ اس نے عرض کی: یہ بھی ویسا ہی مشکل ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ وہ بولا: جی ہاں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اونٹ اور پانی کا مشکیزہ لو اور گھر گھر جا کر ایسے لوگوں کو پانی پلاؤ جو کبھی کبھی پانی پیتے ہیں، امید ہے کہ ابھی تمہارا اونٹ بھی نہیں مرے گا اور مشکیزہ بھی نہیں پھٹے گا کہ تم پر جنّت واجب ہو جائے گی۔ وہ دیہاتی تکبیر کہتا ہوا چلا گیا، ابھی اس کا مشکیزہ نہیں پھٹا تھا اور نہ ہی اونٹ مرا تھا کہ وہ شہید ہو گیا۔[4]

بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں

(1) مسند احمد، 19/71، حدیث: 12013 (2) مسند احمد، 38/519، حدیث: 23538 (3) مسلم، ص35، حدیث: 102 (4) معجم کبیر، 19/187، حدیث: 422۔

17 حقیقتیں (قسط:02)
(Realities)

حقیقت کا اقرار ہمیں فائدہ اور انکار ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ حقیقت کے موضوع پر ابتدائی گفتگو اور 22 حقیقتوں کا بیان (فیضانِ مدینہ اگست 2023ء کے شمارے میں چھپنے والے مضمون) ”حقیقتیں (قسط:01)“ میں ہو چکا ہے، مزید معلومات کے لئے اس کی دوسری قسط پڑھئے۔

مزید 17 حقیقتوں کا بیان

23 آخر موت ہے۔

موت ایسی حقیقت ہے جس میں تھوڑی سی بھی عقل ہے وہ اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اس جدید زمانے میں بھی کہ جب طرح طرح کے سائنسی آلات سامنے آچکے ہیں کوئی کچھ بھی کرلے موت سے بچ نہیں سکتا، آخر اسے مرنا ہوگا، قراٰنِ پاک میں ہے:

﴿اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍؕ﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔[1] موت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ہر طرح سے ختم ہو جائیں گے کہ جیسے کبھی تھے ہی نہیں بلکہ اس کا اسلامی اور حقیقی تصور یہ ہے کہ موت ہمیں دنیا سے آخرت کی طرف منتقل کردے گی جہاں ہمیں دنیا میں گزاری ہوئی زندگی کا حساب دینا ہوگا اس کے بعد نیکیوں پر انعامات اور گناہوں پر عذابات کے مستحق ہوں گے۔

24 دنیا آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑی ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں بہت ہی تھوڑی ہے، اس کی مثال فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں اس طرح دی گئی ہے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے![2] اب ہمیں چاہئے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اس نصیحت پر عمل کریں کہ دنیا کے لئے اُتنی تیاری کرو جتنا عرصہ دنیا میں رہنا ہے اور آخرت کے لئے اتنی تیاری کرو جتنا وہاں رہنا ہے۔[3]

دنیاوی زندگی کو بہتر، پُرسکون بنانے کا سوچنے میں بنیادی طور پر حرج نہیں مگر ہماری اکثریت کا لائف اسٹائل دیکھ کر لگتا ہے کہ سوچوں کا محور، گفتگو کا موضوع، اسٹرگلز کا سنٹر، کامیابی کا تصور صرف دنیاوی زندگی ہے، جس کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ موت کے بعد

کی زندگی پیشِ نظر نہیں رہتی اور انسان غفلت کا شکار ہو جاتا ہے۔ بہر حال ہر ایک اپنی موت کو یاد رکھے گا تو نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت نصیب ہوگی اور اُخروی زندگی بہتر بنانے کا جذبہ بھی ملے گا، اِنْ شَآءَ اللہ۔(4)

یاد رکھ! ہر آن آخر موت ہے — بَن تو مت انجان آخر موت ہے

مُلکِ فانی میں فنا ہر شئے کو ہے — سُن لگا کر کان، آخر موت ہے

بارہا علمیؔ تجھے سمجھا چکے — مان یا مت مان آخر موت ہے

25 صدقہ و خیرات سے مال کم نہیں ہوتا۔

ہم اپنی رقم جب کسی چیز کی خریداری، فیس یا یوٹیلٹی بلز وغیرہ کی ادائیگی میں خرچ کرتے ہیں تو وہ رقم کم ہو جاتی ہے لیکن اپنے ربِّ عظیم کو راضی کرنے کے لئے جو مال خرچ کیا جائے وہ بظاہر تو کم ہو جاتا ہے لیکن حقیقی طور پر کم نہیں ہوتا۔ یہ بات اگرچہ حیران کر دینے والی ہے لیکن اس حقیقت کو اس عظیم ہستی نے بیان کیا ہے جن کی صداقت اور امانت کی دشمن بھی گواہی دیتے تھے، چنانچہ اللہ پاک کے پیارے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَّالٍ یعنی صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔(5)

کم نہ ہونے کا مطلب:

اس فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وضاحت کرتے ہوئے شارحین (احادیثِ مبارکہ کی وضاحت کرنے والوں) نے صدقہ میں دیئے جانے والے مال میں کمی نہ ہونے کی دو صورتیں بیان کی ہیں: ایک یہ کہ مال میں برکت دے دی جاتی ہے اور مال کے ذریعے پہنچنے والے نقصانات کو دور کر دیا جاتا ہے، یوں بظاہر ہونے والی کمی کو پوشیدہ برکت سے پورا کر دیا جاتا ہے، اس قسم کی برکت کو معمولاتِ زندگی میں محسوس کیا جاسکتا ہے اور دوسری یہ کہ صدقہ کرنے سے ظاہری طور پر مال کم ہو جاتا ہے لیکن اس پر ملنے والا کئی گنا ثواب اس کی کمی کو پورا کر دیتا ہے۔(6)

گُندھا ہوا آٹا دیدیا:

اس بات کو ایک واقعے سے سمجھئے: حضرت حبیب عَجَمی رحمۃُ اللہِ علیہ کے دروازے پر ایک سُوالی نے آواز لگائی۔ حضرت حبیب عجمی رحمۃُ اللہِ علیہ کی اہلیہ محترمہ رحمۃُ اللہِ علیہا گُندھا ہوا آٹا رکھ کر پڑوس سے آگ (جلانے کے لئے سُلگتے ہوئے کوئلے یا لکڑی) لینے گئی تھیں تاکہ روٹی پکائیں۔ حضرت حبیب عجمی رحمۃُ اللہِ علیہ نے وُہی آٹا اٹھا کر سوالی کو دے دیا۔ جب اہلیہ محترمہ آگ لے کر آئیں تو آٹا غائب! شوہر سے پوچھا تو انہوں نے واضح جواب نہ دیا، بہت پوچھنے پر حضرت حبیب عجمی رحمۃُ اللہِ علیہ نے خیرات کر دینے کا واقعہ بتایا۔ وہ بولیں، سُبْحٰنَ اللہ! یہ تو اچھی بات ہے مگر ہمیں بھی تو کچھ کھانے کیلئے درکار ہے! اِتنے میں ایک شخص ایک بڑے برتن میں بھر کر گوشت اور روٹی لے آیا۔ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: دیکھو تمہیں آٹا پکی ہوئی روٹی کی صورت میں کتنی جلدی دوبارہ مل گیا بلکہ ساتھ میں گوشت کا سالن بھی مل گیا!(7)

صدقہ و خیرات کے دیگر فضائل و فوائد بھی قراٰنِ کریم اور فرامینِ رسولِ عظیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں بیان کئے گئے ہیں ہمیں چاہئے کہ اللہ پاک کے دیئے ہوئے مال کو ہاتھ اور دل کھول کر اسی کی راہ میں خرچ کریں۔

26 مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

کسی کے دھوکے میں آجانے کی ایک وجہ سادگی بھی ہے، لیکن اسی کے دھوکے میں دوبارہ آجانا نادانی ہے۔ اس حقیقت کو ایک فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں یوں بیان کیا گیا ہے: ”لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ یعنی مؤمن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔“(8)

شرح: اس سے مراد وہ کامل مؤمن ہے جس کی معرفت اسے معاملات کی گہرائیوں سے اس قدر باخبر کر دیتی ہے کہ وہ کسی (ناخوشگوار) واقعہ سے پہلے ہی اس سے چوکنّا ہو جاتا ہے، جبکہ غافل مؤمن ایک ہی سوراخ سے بار بار ڈسا جاتا ہے۔ البتہ یہ حدیثِ پاک ”لَا يُلْدَغْ“ یعنی غَین کی جَزم کے ساتھ بھی روایت کی گئی ہے اس صورت میں معنی ہوگا کہ مؤمن کو اتنا محتاط اور ہوشیار رہنا چاہئے کہ وہ غفلت کے کنارے پر آئے ہی نہیں کہ اسے ایک بار کے دھوکے کے بعد دوبارہ دھوکا دے دیا جائے۔(9)

بیک گراؤنڈ:

اس حدیثِ پاک کا پس منظر یہ ہے کہ ایک غیر مسلم شاعر جس کا نام ابو عزہ تھا حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم اور مسلمانوں کی مخالفت میں سخت توہین آمیز اشعار کہا کرتا تھا، جنگِ بدر میں گرفتار ہو گیا۔ اس

نے حُضورِ انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم سے گذشتہ (قصور) کی معافی مانگی اور آئندہ اس حرکت سے باز رہنے کا عہد کیا، حُضورِ انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے اسے چھوڑ دیا، وہ چھوٹ کر پھر اس حرکت میں مشغول ہو گیا، پھر جنگِ اُحد میں گرفتار ہوا اس نے دوبارہ معذرت کی، تب حُضورِ انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے یہ فرمایا کہ مؤمن ایک سوراخ سے دو بار نہیں کاٹا جاتا اور اسے رہائی نہ دی۔ (اس فرمانِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مُراد یہ ہے کہ) جس سوراخ سے ایک بار بچھو نے کاٹ لیا ہو اس سوراخ میں دوبارہ انگلی مت ڈالو، جس شخص سے ایک بار دھوکا کھالیا ہو دوبارہ اس کے دھوکے میں نہ آؤ۔(10)

فراڈیوں سے بچئے:

ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ دھوکے بازوں کے فراڈ سے بچے، فراڈ کی جو خبریں آئے دن سننے کو ملتی ہیں ان میں عام طور پر **"راتوں رات امیر ہونے"** کا لالچ دیا گیا ہوتا ہے، سرمایہ چند دنوں میں **"چار گُنا"** کرنے کی پٹی پڑھائی جاتی ہے، "لاکھوں کی زمین کوڑیوں کے مول" بیچ دی جاتی ہے، پچاس ہزار کی موٹر سائیکل صرف **"پانچ ہزار ایڈوانس"** کے بدلے دینے کا جھانسا دیا جاتا پھر اسکیم والے ہزاروں لوگوں کا ایڈوانس لے کر فرار ہو جاتے ہیں، کسی قرعہ اندازی میں **"لاکھوں کا انعام"** نکلنے کی خبر دے کر ہزاروں روپے بٹور لئے جاتے ہیں، ایسی پارٹنر شپ کی آفر کی جاتی ہے کہ چند مہینے میں رقم **"کئی گُنا"** بڑھ جانے کا جھوٹا آسرا دیا جاتا ہے۔ آج کل یہ فراڈیئے سوشل میڈیا کے ذریعے بھی شکار کرتے ہیں جبکہ حرص و لالچ اور خواہشات کے غلام ان کے ہاتھوں بار بار لُٹتے ہیں، اللہ پاک عقلِ سلیم عطا کرے۔

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے(11)

شیخ سعدی رحمۃُ اللہِ علیہ کی بیان کردہ چند حقیقتیں

27 آرام طلب ہنر نہیں سیکھ سکتا۔ کسی بھی ہنر اور فن (جیسے دینی تحریر) کو سیکھنے کے لئے بہت کوشش اور طویل محنت کرنا پڑتی ہے تب جا کر ہنر کی دولت ہاتھ آتی ہے۔

28 خوشبو خود اپنا تعارف ہوتی ہے، عطر فروش (خوشبو بیچنے والے) کو بتانا نہیں پڑتا کہ یہ خوشبو ہے۔ اس لئے بلند و بالا دعوے نہیں کرنے چاہئیں کہ میں یہ کر سکتا ہوں میں وہ کر سکتا ہوں بلکہ یہ لوگوں پر چھوڑ دیجئے اور کام کر کے دکھایئے، اگر آپ کی صلاحیتیں جاندار ہوئیں تو خوشبو کی طرح اپنا آپ منوالیں گی۔

29 زیادہ غصہ کرنا وحشت دلاتا ہے اور بے موقع نرمی ہیبت مٹاتی ہے۔

اس لئے نرمی اور سختی حسبِ موقع کرنا مناسب ہے، سرجن ضرورت پڑنے پر کٹ بھی لگاتا ہے پھر اس پر مرہم بھی لگاتا ہے۔

30 مال زندگی گزارنے کے لئے ہوتا ہے نہ کہ زندگی مال کمانے کے لئے۔(12)

31 اتفاق میں برکت ہے۔

گھر کے افراد ہوں یا خاندان یا کمیونٹی، آفس ہو یا کاروبار، تحریک ہو یا تنظیم! اتفاق واتحاد (Unity) بہت سے فائدے پہنچاتا اور کئی نقصانات سے بچاتا ہے۔ اتفاق کی فضا قائم رکھنے کا درس ہمیں قراٰنِ کریم میں بھی ملتا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں بے اتفاقی نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا (قوت) اُکھڑ جائے گی۔(13)

نیز مسلمانوں کو اتفاق واتحاد کی تعلیم ارشاد فرماتے ہوئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: سارے مسلمان ایک عمارت کی طرح ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے کو طاقت پہنچاتا ہے اور حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں۔(14)

حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسلمانوں کے ایک دوسرے سے تعلقات کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: "مسلمانوں کی آپس میں دوستی، رحمت اور شفقت کی مثال جسم کی طرح ہے، جب جسم کا کوئی عُضو بیمار ہوتا ہے تو بخار اور بے خوابی میں سارا جسم اس کا شریک ہو جاتا ہے۔(15)

شیخ طریقت امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ فرماتے ہیں: اتفاق واتحاد (Unity) کی مثال دھاگے کی طرح ہے کہ دھاگا اکیلا ہو تو معمولی سے جھٹکے سے ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر بہت سارے دھاگوں کو ملا کر رسی بنالی جائے تو یہ اتنے

مضبوط ہو جاتے ہیں کہ ان کے ذریعے بڑی بڑی چیزوں کو باندھا یا کھینچا جا سکتا ہے۔[16]

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

32 ہر نعمت والے سے حسد کرنے والے ہوتے ہیں۔

کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو ہماری خوبیوں، کامیابیوں اور نعمتوں پر خوش ہوتے ہیں اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو حسد (Jealousy) کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقت کا بیان نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اپنی مبارک زبان سے ان الفاظ میں فرمایا ہے: كُلُّ ذِيْ نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ یعنی ہر نعمت والے سے حَسَد کیا جاتا ہے۔[17]

حسد کہتے ہیں کسی کی دینی یا دُنیاوی نعمت کے زَوال (یعنی اس سے چھن جانے) کی تمنا کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فُلاں شخص کو یہ نعمت نہ ملے۔[18] حَسَد کرنے والے کو ”حاسِد (Jealous)“ اور جس سے حَسَد کیا جائے اُسے ”محسود“ کہتے ہیں۔ حسد کے کئی اسباب ہوتے ہیں مثلاً کسی کے مالدار ہونے، اس کے پاس اچھا گھر یا سواری ہونے، اس کی خوبصورتی، آفس وغیرہ میں اس کی ترقی ہونے، عزت و شہرت یا اس کی مہارت کی وجہ سے کوئی شخص اس کے حسد میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

حاسد نقصان پہنچا سکتا ہے:

حسد کے نقصانات کا شکار سب سے پہلے خود حاسد ہوتا ہے کہ وہ حسد کی آگ میں جلتا بُھنتا رہتا ہے اور دل میں اس طرح کی خواہشیں (Desires) رکھتا ہے کہ محسود کے ہاں چوری یا ڈکیتی ہو جائے یا اس کی دُکان و مکان میں آگ لگ جائے، اس سے کوئی ایسی غَلَطی ہو جائے کہ یہ ذلیل و رُسوا ہو جائے۔ محسود کو جتنی خوشی ملتی ہے اُتنا ہی حاسد کے غم و غصے اور جلن میں اضافہ ہو جاتا ہے مگر وہ اپنی کیفیت کسی سے شئیر بھی نہیں کر سکتا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا سوچیں گے؟

لیکن کچھ حاسدین ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اپنی منفی تسکین (Negative satisfaction) کے لئے محسود کو نقصان پہنچانے کی ٹھان لیں تو ان کے شر سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ حضرت علامہ عبد الرءوف مناوی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حسد حاسد کو محسود کی غیبت کرنے اور بُرا بھلا کہنے تک لے جاتا ہے بلکہ وہ اس کا مال ضائع کرنے اور جان سے مارنے کی کوشش بھی کرتا ہے اور یہ سب کام ظُلم ہیں۔[19]

ان کاموں کے علاوہ حاسد محسود کو اس نعمت سے محروم کروانے کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے جیسے: ❁ خود سامنے آئے بغیر محسود کے بارے میں جھوٹی خبریں پھیلا کر اسے بدنام کرکے ساکھ خراب کر سکتا ہے ❁ اس کے ضروری ڈاکومنٹس اِدھر اُدھر غائب کرکے اسے نوکری میں ترقی یا امتحان میں کامیابی سے روک سکتا ہے ❁ اسے کاروباری، معاشی اور معاشرتی طور پر نقصان پہنچا سکتا ہے ❁ اسے پریشان کرنے کے لئے عملیات، جادو ٹونہ وغیرہ کروا سکتا ہے۔

حاسد کو بھی غور کرنا چاہئے کہ محسود کو نیچا دکھانے کے جنون میں گناہوں کا بہت بھاری بوجھ اس کے کندھوں پر آجاتا ہے جس کی سزا جہنم کی آگ میں جلنے کی صورت میں مل سکتی ہے، اس لئے فوری طور پر توبہ کر لینی چاہئے۔

حفاظتی اقدامات (Safety measures):

اللہ پاک نے جس کو اپنی کثیر نعمتوں سے نوازا ہو، اسے ربِّ کریم کا شکر ادا کرنے کے ساتھ حاسدین کے شر سے بچنے کے لئے حفاظتی اقدامات بھی کرنے چاہئیں، مثلاً:

1 ربِّ کریم کی بارگاہ میں دعا کرے۔ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، حاسد کے شر سے بچنے کی دعا کی ترغیب قراٰن مجید فرقانِ حمید میں دی گئی ہے، چنانچہ سورۂ فلق میں ہے: ﴿وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ(۵)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔ تفسیرِ نسفی میں اس آیت کے تحت ہے: جب حاسد اپنے حسد کو ظاہر کردے اور حسد کے تقاضوں پر عمل کرنے لگے تو اس کے حسد سے پناہ مانگی جائے۔ حسد پہلا گناہ ہے جو آسمان پر ہوا کہ ابلیس نے (حضرت آدم علیہ السّلام) سے کیا اور زمین پر بھی پہلا گناہ حسد ہی ہوا جس کے نتیجے میں قابیل نے اپنے بھائی حضرت ہابیل رضی اللہُ عنہ کو قتل کردیا تھا۔[20]

2 اس بات کو اپنے دل میں مضبوطی سے جما لے کہ نفع و نقصان تقدیر (Destiny) کے لکھے سے ہی ہوتا ہے، حاسدین لاکھ

نقصان پہنچانا چاہیں، نہیں پہنچا سکتے جب تک تقدیر میں نہ لکھا ہو، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: یقین رکھو کہ اگر پوری اُمّت اس پر متفق ہو جائے کہ تم کو نفع پہنچائے تو وہ تمہیں کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز کا جو اللہ کریم نے تمہارے لئے لکھ دی ہے، اور اگر وہ اس پر متفق ہو جائیں کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچائیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اس چیز کا جو اللہ پاک نے لکھ دی ہے، قلم اُٹھ چکے ہیں اور دفتر خشک ہو چکے ہیں۔[21]

3 سازشی تھیوریوں پر توجہ نہ دے۔ بعض لوگوں کو تھوڑا سا بھی نقصان پہنچ جائے وہ اس کے پیچھے کسی حاسد کی سازش ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں، ایسے لوگوں کا شک مزید پکا ہو جاتا ہے جب کوئی ان کو بتاتا ہے کہ فلاں شخص تمہارے کاروبار کے پیچھے لگا ہوا ہے یا آفس میں فلاں شخص افسران کو تمہاری شکایتیں پہنچا رہا ہے۔ ایسوں کو چاہئے کہ ہر کسی پر یقین کر کے ٹینشن نہ لیں۔

4 کسی فردِ معین (Certain person) کو حاسد ڈکلیئر نہ کرے کیونکہ حَسَد باطنی امراض میں سے ہے اور اس کا تعلّق دل سے ہے، کسی کے دل کی کیفیات کی یقینی معلومات (Certain information) ہمیں نہیں ہو سکتی اگرچہ کبھی کبھار واضح قرائن (یعنی بالکل صاف علامتوں) سے بھی حَسَد کا اظہار ہو جاتا ہے مگر اکثر لوگ قیاس (اندازے) ہی سے کسی کو حاسِد کہہ دیا کرتے ہیں۔[22]

نوٹ: حسد کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے مکتبۃُ المدینہ کا 97 صفحات کا رسالہ "حسد" پڑھ لیجئے۔

33 تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃُ اللہ علیہ (وفات: 691ہجری) فرماتے ہیں: تھوڑا تھوڑا بہت اور قطرہ قطرہ سیلاب ہو جاتا ہے، غلّے کا ڈھیر (Heap of grain) دانے دانے پر مشتمل ہوتا ہے۔

34 کام "کرنے" سے ہوتا ہے۔

امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہمُ العالیہ فرماتے ہیں: کام صرف چاہنے سے نہیں "کرنے" سے ہوتا ہے۔

35 غلطی مان لینے سے جان جلدی چھوٹ جاتی ہے۔

غلطی مان لینے میں چند سیکنڈ لگتے ہیں اور بات ختم ہو جاتی ہے، غلطی کا دفاع (Defense) کرنے میں گھنٹوں گزر سکتے ہیں، آخر کار غلطی ماننی پڑتی ہے۔

36 پرندے اپنے بچّوں کو اُڑنے کا فن سکھاتے ہیں۔

پرندے اپنے بچّوں کے لئے خوراک کے گودام (Storage) نہیں بناتے بلکہ اُڑنے کا فن سکھاتے ہیں۔ ہمیں بھی اولاد کے لئے صرف مال جمع کرنے کے بجائے ان کی اسکلز بڑھانے پر بھی توجہ دینی چاہئے تاکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں۔

37 خوبیوں کے ساتھ خامیاں بھی قبول کرنا پڑتی ہیں۔

انسان میں خوبیوں کے ساتھ خامیاں بھی ہوتی ہے، اس لئے ہمیں کسی کو اس کی خامیوں سمیت قبول کرنا ہوگا۔

38 کسی کو خوش دیکھ کر غمگین ہونا بے وقوفی ہے۔

کسی کو خوش دیکھ کر غمگین ہونا بے وقوفی ہے، اس سے اسے کیا فرق پڑے گا البتہ ہم اتنی دیر کے لئے خوشیوں سے محروم رہیں گے۔

39 نوٹ (Note) کریں گے تو آپ بھی نوٹ ہوں گے۔

دوسروں کی چھوٹی چھوٹی باتیں نظر انداز (Ignore) کرنا سیکھیں ورنہ لوگ بھی آپ کی چھوٹی چھوٹی باتیں جمع کرنا شروع کر دیں گے۔

(بقیہ اگلی قسط میں)

---

(1) پ5، النسآء: 78 (2) مسلم، ص1171، حدیث: 7197 (3) سیرت ابن جوزی، ص123 (4) موت کی یاد اور فکر آخرت بیدار کرنے کیلئے مکتبۃُ المدینہ کی ان کتابوں اور رسالوں کو پڑھ لیجئے: ❁ قیامت کا امتحان ❁ قبر کی پہلی رات ❁ قبر کا امتحان ❁ موت کا تصور ❁ قبر میں آنے والا دوست۔ (5) مسلم، ص1071، حدیث: 6592 (6) شرح مسلم للنووی، 16/141، تحت الحدیث: 6592 (7) روضُ الریاحین، ص276 (8) مسلم، ص1222، حدیث: 7498 (9) التوشیح شرح الجامع الصحیح، 8/3693، تحت الحدیث: 6133 (10) مراٰۃ المناجیح، 6/624 ملخصاً (11) حدائق بخشش، ص185 (12) گلستان سعدی۔ (13) پ10، الانفال: 46 (14) بخاری، 2/127، حدیث: 2446 (15) مسلم، ص394 حدیث: 2584 (16) فیضان دعوتِ اسلامی، ستمبر 2023، ص3 (17) معجم کبیر، 20/94، حدیث: 183 (18) الحدیقۃ الندیۃ، 1/600، 601 (19) فیض القدیر، 3/162، تحت الحدیث: 2908 (20) تفسیر نسفی، پ30، الفلق، تحت الآیۃ: 5، ص1386 (21) ترمذی، 4/231، حدیث: 2524 (22) غیبت کی تباہ کاریاں، ص331 ملتقطاً۔

اللہ سے ملاقات کا شوق

دینِ اسلام ہمیں اس دنیا کے فانی ہونے اور موت کے بعد خالقِ حقیقی ربُّ العزّت کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ عقیدۂ آخرت اسلام کی روشن تعلیمات کا اہم حصہ ہے۔ یہ عقیدہ بندے کا اپنے رب سے تعلق مضبوط کرواتا اور دنیا کی فانی زندگی کی محبت سے بچاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مضبوط ایمان والے اللہ پاک سے محبت کے ساتھ ساتھ اُس سے ملاقات کا شوق بھی رکھتے ہیں اور جو اللہ پاک سے ملنا پسند کرتے ہیں تو اللہ پاک بھی اُن سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔

اللہ سے ملاقات کا شوق رکھنے کی فضیلت حضرت ابو دَرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت کعبُ الاَحبار رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: مجھے تورات شریف کی کسی خاص آیت کے بارے میں بتاؤ تو انہوں نے بتایا کہ اللہ پاک تورات میں ارشاد فرماتا ہے: ”نیک بندے میری ملاقات کا بہت شوق رکھتے ہیں اور میں ان کی ملاقات کا بہت زیادہ مشتاق ہوں۔“ پھر فرمایا کہ تورات میں اسی آیت کے قریب یہ بھی ہے کہ ”جو میری جستجو کرے گا وہ مجھے پالے گا اور جس نے میرے علاوہ کی جستجو کی وہ مجھے نہیں پاسکے گا۔“[1]

شوق کسے کہتے ہیں؟ ابو عثمان کہتے ہیں: شوق، محبت ہی کا نتیجہ ہے تو جو اللہ پاک سے محبت کرتا ہے وہ اُس سے ملاقات کا شوق بھی رکھتا ہے۔[2] احیاء العلوم میں ہے: شوق اللہ پاک کی ایک آگ ہے جو اللہ کے ولیوں کے دلوں میں دہکتی ہے اور جو کچھ اُن کے دلوں میں وسوسے، خواہشات اور تمنائیں پیدا ہوتی ہیں اُن سب کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔[3] لہٰذا بندہ بس اللہ پاک سے لو لگائے اُسی کی طرف متوجہ رہتا ہے اور دنیا بلکہ کھانے پینے کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کے نبی حضرت یونس علیہ السّلام نے عرض کی: اے اللہ پاک! تیری عزت و جلال کی قسم! اگر تیرے اور میرے درمیان آگ کا سمندر بھی ہوتا تو ضرور میں تجھ سے ملاقات کے شوق میں اُس میں غوطہ لگا دیتا۔[4]

اللہ پاک بھی ملاقات پسند فرماتا ہے اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللهِ اَحَبَّ اللهُ لِقَآءَهٗ ”جو بندہ اللہ پاک سے ملاقات کا شوق رکھتا ہے تو اللہ پاک بھی اُس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔“ مزید فرمایا: ”جب مؤمن کو موت آتی ہے اور اُسے اللہ پاک کی رضا اور تکریم کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اُسے موت کے بعد پیش آنے والے معاملے سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہوتی پس وہ اللہ پاک سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ پاک بھی اُس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔“[5]

دیدارِ الٰہی کے لئے موت ضروری یاد رہے دنیاوی زندگی میں آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علاوہ کسی بھی شخص کو سر کی آنکھوں سے اللہ پاک کا دیدار نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ پاک کا دیدار مرنے کے بعد نصیب ہوگا، اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی بھی اپنے رب کو اس وقت تک نہیں دیکھ سکتا جب تک اُسے موت نہ آجائے۔“[6]

بزرگانِ دین اللہ پاک کے عشق اور اُس سے ملاقات کی خواہش میں عبادات کرتے تھے، انہیں بس ایک ہی فکر ہوتی تھی کہ اللہ پاک راضی ہو جائے اور اپنا دیدار اور ملاقات نصیب کر دے۔

اللہ پاک ہمیں بھی اپنی ملاقات کا شوق عطا فرمائے، اپنے عشق میں رونے کی توفیق عطا فرمائے اور جنّت میں ہمیں اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) حلیۃ الاولیاء، 10/202، رقم: 14924 (2) تہذیب الاسرار لخرکوشی، ص71 (3) احیاء العلوم، 8/591 (4) تہذیب الاسرار للخرکوشی، ص69 (5) بخاری، 4/249، حدیث: 6507 (6) مسلم، ص1198، حدیث: 7356۔

سُنی سنائی باتیں پھیلانے کا نقصان

ٹیچر کلاس میں داخل ہوئے اور ایک پرچی پر یہ خبر لکھی کہ ”دہلی میں دو فریقین کے درمیان جھگڑا دونوں طرف سے لاٹھیاں، گولیاں چلیں جس میں تین افراد کی موت جبکہ چار افراد زخمی ہوئے“ اور اپنے قریب بیٹھے اسٹوڈنٹ کو دکھاتے ہوئے کہا: اب آپ میں سے ہر ایک اس بات کو دوسرے کے کان میں بتائے، جب سب سے آخر میں بیٹھے اسٹوڈنٹ تک یہ سلسلہ مکمل ہوا تو اب ٹیچر نے اس آخری اسٹوڈنٹ کو کان میں بتائی گئی خبر بلند آواز سے بیان کرنے کو کہا تو اس نے کچھ یوں اطلاع دی: ”دہلی میں جھگڑا ہوا جس میں آٹھ آدمی قتل جبکہ تین شدید زخمی ہوئے۔۔۔“

کہنے کو تو یہ ایک واقعہ ہے لیکن اس میں سیکھنے کی بہت سی باتیں ہیں۔ شاید کبھی ہمارے ساتھ بھی اس طرح ہوا ہو کہ کوئی سنسنی خیز، دل ہلا دینے والی خبر ہم تک پہنچی ہو جو بعد میں جھوٹی اور فیک ثابت ہوئی ہو یا حقیقت میں معاملہ کچھ اور تھا جو پھیلتے پھیلتے مذکورہ پریکٹیکل اسٹوری کی طرح ردوبدل اور کمی زیادتی کا شکار ہو گیا ہو مگر یاد رکھئے! خبر پھیلنے سے لے کر فیک ثابت ہونے تک کئی نقصان دہ اور بھیانک نتائج متوقع ہیں اور بعض مرتبہ یہی جھوٹی خبریں کسی سچی اذیت ناک خبر کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔ معاشرے میں اڑتی فیک باتیں جن کا حقیقت سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہوتا انتشار، لڑائی جھگڑوں اور فسادات کے ساتھ ساتھ ذہنی سکون کو بھی متاثر کرتی ہیں اور اس کے ساتھ خواہ مخواہ کے فضول و بے جا تبصرے ماحول کو مزید دہشت ناک بنا دیتے ہیں۔ معاشی (لین دین کے متعلق) سرگرمیاں اور نظامِ زندگی بھی اس کے سبب متاثر ہوتے ہیں۔ اسی طرح مذاق میں پھیلائی گئی جھوٹی خبر بسا اوقات سخت نقصان کا باعث بنتی ہے جیسا کہ فرسٹ اپریل کو اپریل فول کے نام پر ہر سال مختلف واقعات دیکھنے اور سننے کو ملتے ہیں۔

بہرحال ان سب نقصانات اور ذہنی اور ماحولیاتی الجھنوں سے بچنے کے لئے عقل کا تقاضا ہے کہ ایسی سنسنی اور دہشت پھیلانے والی خبروں پر آنکھیں بند کر کے اعتماد نہ کیا جائے اور نہ ہی انہیں آگے بڑھایا جائے اور اگر آگے کسی کو بتانا ضروری ہی ہو تو پہلے معلومات کے ذرائع (sources of information) کو دیکھ لیا جائے کہ وہ کس حد تک بھروسے کے لائق ہیں۔

ہمارا دینِ اسلام ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ(۶)﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ! دینِ اسلام کی کیا خوبصورت تعلیمات ہیں کہ اسلام ان کاموں سے رُکنے کا حکم دیتا ہے کہ جو معاشرتی امن کے خاتمے کا باعث ہیں اور ان کاموں کا حکم دیتا ہے جن سے معاشرہ امن و اتفاق کا گہوارہ بن سکے۔ لہٰذا گھربار کوچہ و بازار میں بات کی تصدیق اور حقیقتِ حال جانے بغیر انسان ایسا کوئی قدم نہ اٹھائے کہ جس سے بعد میں اسے پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔

یوں ہی حدیثِ مبارکہ میں بھی ہمیں اس کے متعلق خبردار کیا گیا ہے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کردے۔[2]

اسی طرح بعض اوقات شیطان بھی انسانی شکل میں آکر جھوٹی خبریں اڑاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”شیطان آدمی کی صورت اختیار کرکے لوگوں کے پاس آتا ہے اور انہیں کسی جھوٹی بات کی خبر دیتا ہے۔ لوگ پھیل جاتے ہیں تو اُن

میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص سے سُنا جس کی صورت پہچانتا ہوں مگر یہ نہیں جانتا کہ اُس کا نام کیا ہے، وہ یہ کہتا ہے۔“[3]

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کے اِس حصّے ”انہیں کسی جھوٹی بات کی خبر دیتا ہے“ کے تحت فرماتے ہیں: ”کسی واقعے کی جھوٹی خبر یا کسی مسلمان پر بُہتان یا فساد و شرارت کی خبر جس کی اَصْل (یعنی حقیقت) کچھ نہ ہو۔“[4]

دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں بھی سوچ سمجھ کر درست اور حقیقتِ حال کے مطابق محتاط انداز میں بات کرنے والا بنائے، ہمیں خیر پھیلانے کا ذریعہ بنائے اور ہر طرح کے فتنہ وفساد کی ترویج واشاعت سے محفوظ رکھے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) پ26، الحجرات:6 (2) مسلم، ص17، حدیث:7 (3) مسلم، ص18، حدیث:17 (4) مراٰۃ المناجیح، 6/477۔

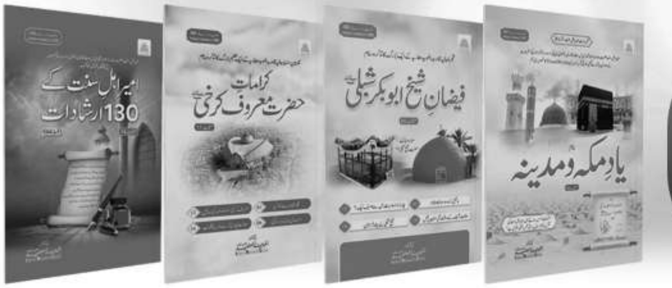

مَدَنی رسائل کے مُطالعہ کی دُھوم

شیخ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے ماہِ ذُوالحجہ 1444ھ اور محرم 1445ھ میں درج ذیل مَدَنی رَسائل پڑھنے / سننے کی ترغیب دلائی اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازا: ❶ یاربَّ المصطفٰے! جو کوئی 32 صَفحات کا رِسالہ ”یادِ مکہ و مدینہ“ پڑھ یا سُن لے اور حیثیت ہونے کی صورت میں کم از کم ایک رسالہ کسی کو تحفے (Gift) میں بھی دے اُس کے رزق میں برکت دے، اُس کی غصّے کی عادت ہو تو نکال دے اور اُس کو مکّے مدینے سے سچّی مَحبّت نصیب فرما، اور ماں باپ سمیت اُس کو بخش دے، اٰمین ❷ یاربَّ المصطفٰے! جو کوئی 20 صفحات کا رِسالہ ”فیضانِ شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ“ پڑھ یا سُن لے اُسے دنیا کی محبّت سے بچا، اِخلاص کے ساتھ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما اور جنّتُ الفِردوس میں بے حساب داخلہ عنایت فرما، اٰمین۔ ❸ یااللہ پاک! جو کوئی 17 صفحات کا رِسالہ ”کراماتِ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ“ پڑھ یا سُن لے اُسے سلسلۂ قادریہ کے بزرگانِ دین کے فیضان سے مالا مال فرما اور اُس کی بے حساب بخشش کر دے، اٰمین۔

خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے ماہِ محرم 1445ھ میں رسالہ ”امیرِ اہلِ سنّت کے 130 ارشادات“ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلائی اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعا سے نوازا: ❹ یاربَّ المصطفٰے! جو کوئی 14 صفحات کا رِسالہ ”امیرِ اہلِ سنّت کے 130 ارشادات“ پڑھ یا سُن لے اُسے عاملِ سنّت اور شریعتِ مُطہّرہ کا پابند بنا اور اُسے بے حساب بخش دے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رِسالہ	پڑھنے / سننے والے اسلامی بھائی	اسلامی بہنیں	کل تعداد
یادِ مکہ و مدینہ	20لاکھ88ہزار325	8لاکھ34ہزار963	29لاکھ23ہزار288
فیضانِ شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ	17لاکھ56ہزار816	8لاکھ77ہزار897	26لاکھ34ہزار713
کراماتِ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ	11لاکھ88ہزار600	10لاکھ85ہزار916	22لاکھ74ہزار516
امیرِ اہلِ سنّت کے 130 ارشادات	17لاکھ65ہزار963	8لاکھ68ہزار718	26لاکھ34ہزار681

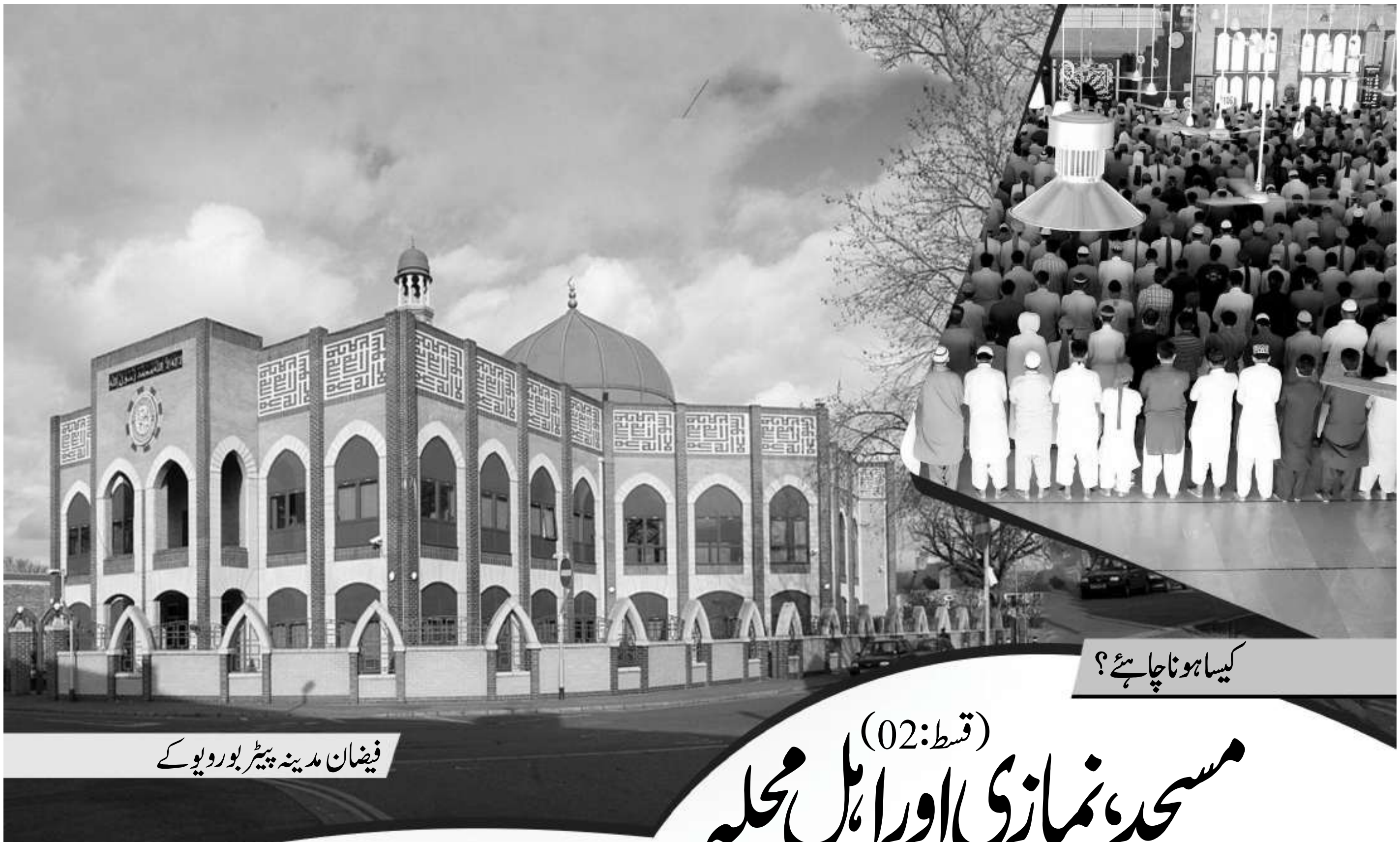

کیسا ہونا چاہئے؟

فیضان مدینہ پیٹر بورو یو کے

مسجد، نمازی اور اہلِ محلہ (قسط:02)

گذشتہ سے پیوستہ

۞ بعض اہلِ محلہ اور مسجد انتظامیہ کی عادت ہوتی ہے کہ انہیں ہر چھ مہینے یا سال پر امام یا مؤذن تبدیل کرنا ہوتا ہے۔ ایسوں کو سوچنا چاہئے کہ امام صاحب اور مؤذن صاحب بھی انسان ہی ہیں، ان کے بھی بچے ہوتے ہیں، ان کے بچّوں کا بھی کوئی مستقبل اور تعلیم کا معاملہ ہوتا ہے۔ اگر امام صاحب اور مؤذن صاحب یونہی چھ مہینے کسی مسجد اور سال کسی اور مسجد گھومتے رہیں تو ان کے بچوں کا تعلیمی مستقبل تباہ ہو سکتا ہے۔ بعض لوگوں کو تو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ”امام کبھی بھی سال، دو سال سے زیادہ نہیں رکھنا چاہئے۔“

اَستغفِرُ اللہَ الْعَظِیم

۞ بعض مرتبہ انتظامیہ کے افراد یا مسجد کو فنڈ دینے والوں کی آپس میں کسی وجہ سے ٹھنی ہوتی ہے۔ یہ لوگ آپس میں مسائل کو حل کرنے کے بجائے امام صاحب یا مؤذن صاحب کو قربان کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنی اپنی مرضی کے مطابق امام صاحب سے بیانات کروانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ بعض کسی فسادی کی باتوں میں آکر امام صاحب سے بِگاڑ رہے ہوتے ہیں۔ ایسوں کو بھی کم از کم یہ سوچنا چاہئے کہ امامت کے مصلے پر کھڑا ہونے والا یہ شخص رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نائب ہے، ہم کس کے ساتھ عداوت رکھ رہے ہیں!

۞ ہنگامی حالات یعنی آفات، بارش، طوفان یا ہڑتال وغیرہ جیسے حالات میں جہاں ہم اپنے بیوی بچّوں، بہن بھائیوں اور عزیز رشتے داروں کی خیریت معلوم کرتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، وہیں امام اور مؤذن صاحبان کو بھی یاد رکھنا چاہئے۔ یہ صرف مسجد انتظامیہ کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ تمام اہلِ محلہ کو اس پر توجہ دینی چاہئے۔

۞ سوشل میڈیا، اسمارٹ فونز اور انٹرنیٹ کا دَور ہے۔ دیگر لوگوں کی طرح امام صاحبان کی بھی موبائل کی ضروریات ہوتی ہیں۔ ہزاروں روپے مالیت کی کتابیں موبائل میں پڑھی جاسکتی ہیں اور اکثر امام صاحبان اپنی کتب کی ضرورت موبائل سے بھی پوری کرتے ہیں چنانچہ امام صاحب کے پاس بڑا موبائل دیکھ کر باتیں کرنے یا بدگمانی کرنے کے گناہ میں نہیں پڑنا چاہئے۔

❁ بہت سے لوگ اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کے موقع پر یا عیدین و دیگر مواقع پر امام صاحب یا مؤذن صاحب کو سوٹ، ٹوپی، عمامہ، مٹھائی وغیرہ دیتے ہیں۔ اکثر یہ چیزیں بالخصوص کپڑے بہت ہی ہلکی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کیا سوچ ہوتی ہے اللہ ہی جانے، لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: ”لَا یُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ“ تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری، 1/16، حدیث: 13)

❁ اسی طرح بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ شاید امام صاحب کو جائے نماز اور ٹوپی ہی دینی چاہئے، اسی کا زیادہ ثواب ہے، ایسوں کو خیال کرنا چاہئے کہ بھلا ایک امام کتنے جائے نماز پر نماز پڑھائے گا، جبکہ اگر مسجد، امام یا مؤذن کی ضرورت کی چیز دی جائے تو اس میں زیادہ فائدہ ہے۔

❁ اکثر مساجد میں امام و مؤذن کسی دوسرے علاقے یا شہر سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں اور مسجد کے علاقے میں اُن کے رشتے دار نہیں ہوتے، ایسی صورت میں اہلِ محلّہ کی جانب سے محبت، اپنائیت، اخلاقیات اور اخوت کا مظاہرہ اور زیادہ اہم ہوتا ہے۔ اہلِ محلہ کو چاہئے کہ امام صاحب یا مؤذن صاحب بیمار ہوں تو ان کی تیمارداری کریں، علاج کروائیں، سفر پر جائیں تو رخصت کریں، واپس آئیں تو کوشش کریں کہ اسٹیشن وغیرہ سے ریسیو کریں یا کم از کم علاقے میں آنے پر خوش آمدید کہیں، حال احوال معلوم کریں۔

❁ مہنگائی بڑھتی جارہی ہے، جیسے سب کے ساتھ ضروریاتِ زندگی ہیں ایسے ہی امام و مؤذن کے ساتھ بھی ہیں۔ عموماً ائمہ و مؤذنین کی تنخواہیں بہت کم ہوتی ہیں، اس لئے اہل محلہ کو چاہئے کہ عیدین اور دیگر مواقع پر حسبِ استطاعت امام و مؤذن کو مالی صورت میں تحائف پیش کیا کریں۔ شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے کیا ہی اچھا اقدام فرمایا کے اپنے محبین کو ائمہ مساجد و علما کی بارگاہ میں ہدیہ پیش کرنے کا ذہن دیا، چنانچہ رسالہ ”نیک اعمال“ میں نیک عمل نمبر 69 ہے: کیا آپ نے اس ماہ کسی سنّی عالم (یا اِمام مسجد، مؤذن یا خادم) کی کچھ نا کچھ مالی خدمت کی؟

❁ نماز میں کبھی کبھی بھول یا کوئی غلطی ہو جانا کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں، بشرطیکہ اس غلطی کو سدھار لیا جائے مثلاً سجدۂ سہو واجب ہو تو ادا کر لیا جائے یا کوئی مفسدِ نماز عمل پایا گیا تو نماز دوبارہ پڑھی جائے، بعض لوگ امام کے بھولنے یا اُس سے غلطی ہو جانے پر بڑا نامناسب انداز اختیار کرتے ہیں، انہیں سوچنا چاہیے کہ جب نماز میں غلطی ہو جانے پر اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے سدھارنے کا طریقہ عطا فرمایا ہے اور امام صاحب اس کے مطابق عمل کرتے ہیں تو اب اعتراض کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔

❁ مسجد کی دریوں اور دیگر سامان کا استعمال شریعت کے مطابق کرنا چاہئے، بعض لوگ مسجد کی سیڑھی، کرسیاں، ٹیبل، اسٹینڈ اور دیگر چیزیں اپنے ذاتی استعمال میں لے آتے ہیں، اسی طرح جن مساجد میں تعمیرات کا سلسلہ ہوتا ہے ان کے باہر اگر ریت، بجری وغیرہ ڈلوائی گئی ہو تو بعض لوگ وہاں سے تھوڑی بہت اپنی کسی ضرورت کے لئے اٹھا لیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے، مسجد کی کوئی چیز بھی کسی کو اپنے ذاتی کام میں لانے کی اجازت نہیں۔ ایک امام صاحب نے محلے کے ایک شخص کو مسجد کی چیز استعمال کرنے سے روکا تو جناب کا جواب تھا کہ ”مسجد کا سامان ہمارے ہی چندے سے آتا ہے۔“ اَسْتَغْفِرُ اللہَ الْعَظِیم، اللہ کے بندو! مسجد کو چندہ دیا ہے تو اپنی قبر و آخرت کے بھلے کے لئے دیا ہے یا کوئی دنیاوی ضروریات پوری کرنے کے لیے انویسٹمنٹ کی ہے؟ یہ انتہائی افسوسناک صورتِ حال ہے۔

❁ بعض لوگ دھول مٹی سے بھرے پاؤں لئے آتے ہیں اور مسجد کی دریوں پر پاؤں صاف کرتے ہیں، اسی طرح بعض چھالیہ کھانے والے چھالیہ کے دانے دریوں کے نیچے ڈال دیتے ہیں، مسجد میں بغیر دسترخوان بچھائے کھاتے پیتے ہیں جس سے مسجد کی دریاں اور فرش بھی آلودہ ہوتا ہے، اس طرح کی بے شمار بے احتیاطیاں ہیں جو مسجد کے معاملے میں لوگ کرتے ہیں، انہیں مسجد کی حرمت کا خیال کرنا چاہئے۔ (جاری ہے)

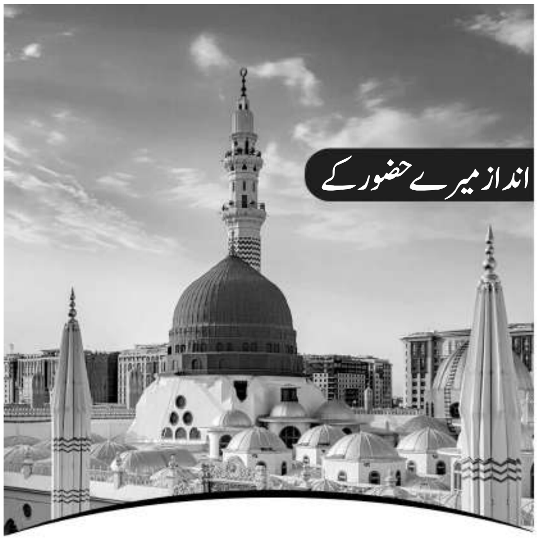

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ انداز

زندگی میں انسان کا طور طریقہ، رہن سہن اور ملنے جلنے کا انداز بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جیسے شمع پروانوں کی توجہ کا مرکز رہتی ہے اسی طرح حُسنِ اخلاق، ملنساری، عاجزی وانکساری اور خیر خواہی کی خوشبو میں بسا انسان ہر دل کی دھڑکن بنا رہتا ہے۔ یہ معاملہ تو عام انسانوں کا ہے کہ حُسنِ اخلاق کی چاشنی لوگوں کے کانوں میں رس گھولتی رہتی ہے، اگر ہم بات کریں ان کی کہ جن کا دہنِ اقدس چشمہ علم وحکمت ٹھہرا، جن کی زبان کُن کی کنجی بنی، جن کی ہر بات وحیِ خدا ہوئی، جن کا مسکرانا ایسا کہ روتے ہوئے بھی ہنس پڑیں، جن کے اخلاق ایسے کہ خود ربِّ اکبر ان کو عظیم فرمائے۔ ان کا اپنے صحابہ کے ساتھ ہر انداز ہی نرالا ہر ادا ہی پیاری ہے۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم صحابۂ کرام کے ساتھ کئی معاملات میں مشاورت فرماتے، سوالات کے جوابات دیتے، ان کے مختلف امور میں ان کی راہنمائی فرماتے، سامنے والے کی کیفیت کے مطابق کبھی پرسنل اصلاح فرماتے تو کبھی اجتماعی نصیحت فرماتے، سفر وحضر میں گھل مل کر رہتے، بچّوں بڑوں سبھی کو خاص اہمیت دیتے، سامنے والے کی صلاحیت و قابلیت کی تعریف فرماتے، تعلیم و تربیت کا اہتمام فرماتے، سوالات اور دیگر کئی امور پر حوصلہ افزائی بھی فرماتے الغرض صحابہ کرام کی زندگی کا ہر باب اس حوالے سے روشن ہے کہ انہیں حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے نرالے اور دِل موہ لینے والے انداز ملے۔ یہاں صرف تعلیم و تربیت، مشاورت، حوصلہ افزائی سے آراستہ محبت بھرے انداز کی چند جھلکیاں پیشِ خدمت ہیں:

تعلیم وتربیت رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا اپنے صحابہ کی تعلیم و تربیت کرنے کا ایسا دل موہ لینے والا انداز رہا کہ بندہ اس پر قربان ہو جائے، آپ صرف زبانی کلامی تربیت نہیں کرتے تھے بلکہ عملی تربیت بھی فرماتے تھے جیسا کہ ایک ضرورت مند صحابی نے آپ سے کچھ مانگا جس پر آپ نے ان کی تربیت کرتے ہوئے ان کا گھریلو سامان دو درہم میں بیچ کر فرمایا: ایک درہم سے غلہ خرید کر اپنے گھر والوں کو دو اور ایک درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ جب وہ کلہاڑی لے کر آئے تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس میں لکڑی کا دستہ لگایا اور فرمایا: جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر بیچو، پندرہ دن تک مجھے نظر نہ آنا۔ وہ صحابی چلے گئے، پندرہ دن میں انہوں نے پندرہ درہم کمالئے۔ انہوں نے اس سے غلہ اور کپڑا خریدا۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: یہ کام تمہارے حق میں اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن اس حال میں آؤ کہ تمہارے چہرے پر دھبّا ہو۔[1]

کسی کو سمجھائیں تو ایسے سمجھائیں سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کبھی اس بات کی ضرورت محسوس فرماتے کہ غلطی پر براہِ راست تنبیہ کی جائے تو انتہائی نرمی اور محبت بھرے انداز میں سمجھاتے تاکہ سامنے والا حق بات قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے جیسا کہ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ دورانِ نماز کسی کو چھینک آئی تو میں نے ”یَرْحَمُكَ الله“ کہا۔ اس پر صحابہ مجھے آنکھوں سے اشارہ کرنے لگے۔ میں نے کہا: تمہاری ماں تم پر روئے، تم لوگ مجھے کیوں دیکھ رہے ہو؟ (مجھے بولتا دیکھ کر) لوگ اپنے ہاتھوں کو رانوں پر مارنے لگے۔ میں یہ دیکھ رہا تھا کہ لوگ مجھے خاموش کروا رہے ہیں حالانکہ میں تو (اپنے خیال میں) خاموش ہوں۔ جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھے سمجھایا اور کیسے سمجھایا وہ خود فرماتے ہیں: میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں، میں نے اتنا اچھا

سمجھانے والا نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں، خدا کی قسم! انہوں نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ مارا اور نہ ہی برا بھلا کہا بلکہ فرمایا: نماز میں کلام مناسب نہیں، یہ تو صرف تسبیح، تکبیر، اور تلاوتِ قراٰن (کا نام) ہے۔(2)

صحابۂ کرام سے مشاورت مشورہ لینا آدمی کی خوبی کی علامت ہے جب کہ مشورے کے بغیر کام کو انجام دینا حماقت کی دلیل ہے۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بلا شبہ سب سے بڑھ کر عقل و خرد کے مالک تھے اس کے باوجود آپ اہم کاموں میں صحابہ کرام سے مشورہ طلب کرتے اور اگر ان کا مشورہ مفید ہوتا تو قبول کرتے بلکہ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ نے اپنی رائے پر صحابہ کرام کے مشوروں کو ترجیح دی ہے جیسا کہ غزوہ بدر میں جب لشکر اسلام کے پڑاؤ ڈالنے کی بات آئی تو آپ نے بدر کے چشمے کے قریب ترین چشمے پر قیام کیا۔ اس پر حضرت حُباب بن مُنذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اللہ پاک کے حکم سے اس مقام پر نزول کیا یا محض جنگی حکمتِ عملی کے پیشِ نظر کیوں کہ جنگ کے دوران آگے پیچھے ہٹنے کی گنجائش نہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں یہ میری رائے ہے اور اسے جنگی حکمتِ عملی کے طور پر منتخب کیا۔ اس پر حضرت حُباب بن مُنذر رضی اللہ عنہ نے مشورۃً عرض کی: یارسولَ اللہ! یہ جگہ مناسب نہیں، آپ آگے تشریف لے چلیں اور قریش کے سب سے قریبی چشمہ پر پڑاؤ ڈالیں، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم بقیہ چشمے پر حوض بنا کر پانی بھر لیں گے، اس طرح ہم حسبِ خواہش پانی پیتے رہیں گے اور انہیں پانی میسر نہ ہوگا۔ اس مشورے کو سن کر رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَقَدْ اَشَرْتَ بِالرَّاْیِ تم نے بہت اچھا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپ نے اس مشورے کے مطابق آدھی رات کو دشمن کے قریب ترین چشمہ کے پاس پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔(3)

خندق کھودنے کا مشورہ جب قبائل عرب کے تمام کافروں کے اس گٹھ جوڑ اور خوفناک حملہ کی خبریں مدینہ پہنچیں تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے اصحاب کو جمع فرما کر مشورہ فرمایا کہ اس حملہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ جنگِ اُحد کی طرح شہر سے باہر نکل کر اتنی بڑی فوج کے حملہ کو میدانی لڑائی میں روکنا مصلحت کے خلاف ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ شہر کے اندر رہ کر اس حملہ کا دفاع کیا جائے اور شہر کے گرد جس طرف سے کفار کی چڑھائی کا خطرہ ہے ایک خندق کھودلی جائے تاکہ کفار کی پوری فوج بیک وقت حملہ آور نہ ہوسکے، مدینہ کے تین طرف چونکہ مکانات کی تنگ گلیاں اور کھجوروں کے جھنڈ تھے اس لئے ان تینوں جانب سے حملہ کا امکان نہیں تھا مدینہ کا صرف ایک رُخ کھلا ہوا تھا اس لئے یہ طے کیا گیا کہ اسی طرف پانچ گز گہری خندق کھودی جائے، چنانچہ 8 ذوالقعدہ 5ھ کو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر خندق کھودنے میں مصروف ہوگئے۔(4)

حوصلہ افزائی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مختلف مقامات میں اپنے صحابہ کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی بھی فرمایا کرتے تھے جیسا کہ غزوۂ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی تیر چلانے کی مہارت کو دیکھتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی ان لفظوں سے فرمائی: اِرْمِ فِدَاكَ اَبِي وَاُمِّي اے سعد! تیر پھینکو میرے ماں باپ تم پر قربان۔(5)

یہ وہ مبارک کلمات ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ جملے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سعد کے علاوہ کسی اور کو نہیں کہے۔(6)

حضرت حسن کی حوصلہ افزائی ایک مرتبہ حسنین کریمین حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے کُشتی لڑ رہے تھے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمارہے تھے: حسن! حسین کو پکڑلو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ حسن کی مدد فرمارہے ہیں حالانکہ یہ بڑے ہیں؟ سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: دوسری طرف جبریل امین ہیں جو ایسے ہی حُسین کی حوصلہ افزائی کررہے ہیں۔(7)

یہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی کے گلشن کے چند مہکتے پھول ہیں جنہیں یہاں مختصراً بیان کیا گیا ہے، اللہ پاک ان کی خوشبو سے ہمیں اپنی زندگی مہکانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) ابو داؤد، 2/169، حدیث: 1641، ابن ماجہ، 3/36، حدیث: 2198 مختصراً (2) مسلم، ص215، حدیث: 1199 (3) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، 1/620 مختصراً (4) شرح الزرقانی علی المواہب، 3/19 ملتقطاً (5) بخاری، 3/37، حدیث: 4057 مختصراً (6) بخاری، 2/283، حدیث: 2905 (7) سیر اعلام النبلاء، 4/392۔

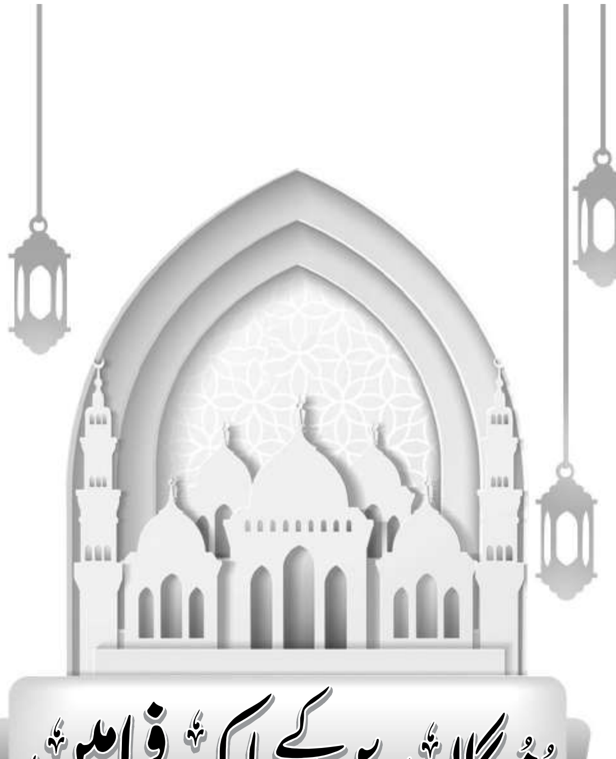

بُزُرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے فرامین

1 برائی کا بدلہ برائی سے دینا کوئی بڑی بات نہیں مردانگی تو یہ ہے کہ تم برا سلوک کرنے والے سے بھی اچھا سلوک کرو۔
(بوستانِ سعدی، ص91)

2 جو تقدیر اور (میسّر) رزق پر مطمئن نہ ہو اس نے نہ تو رَبّ کو پہچانا اور نہ ہی اس کی اطاعت گزاری کی، قناعت انسان کو دولت مند کر دیتی ہے۔(بوستانِ سعدی، ص167)

3 اگر خواہشات کے چُنگل سے دامن چُھڑا لیا جائے تو (کامیابی کی) بلندیوں تک پہنچا جاسکتا ہے۔(بوستانِ سعدی، ص167)

4 نیکی اور فرماں برداری کا دروازہ کھلا ہے لیکن ہر شخص نیک کام پر قادر نہیں، رب کی بارگاہ میں اس کے حکم کے بغیر حاضری نہیں ہو سکتی۔(بوستانِ سعدی، ص222)

5 تم نے اس دُنیا میں رہنے کا سامان تو کیا مگر جانے کی تدبیر نہیں کی، قیامت میں جب جنت کا بازار سجے گا تو نیک اعمال کے مطابق مرتبے دیئے جائیں گے، جو جس قدر (اعمال) کی پونجی لائے گا اتنا ہی سودا لے سکے گا، اگر (نیکیوں کے معاملے میں) مفلس ہوا تو شرمندگی اُٹھائے گا، کیونکہ بازار جس قدر بھرا ہوتا ہے خالی ہاتھ والے کا دل اتنا ہی پریشان ہوتا ہے۔(بوستانِ سعدی، ص223)

6 تم کسی کی ایک خوبی دیکھو تو اس کی دس خامیوں کو نظر انداز کر دیا کرو، کسی کی ایک خامی پر اس قدر انگلیاں مت اُٹھاؤ کہ اس کی خوبیوں اور فضیلتوں کے انبار کی کوئی اہمیت ہی نہ رہے، انسان 100 خوبیوں پر کان نہیں دھرتے مگر ایک خامی پر شور مچاتے ہے۔
(بوستانِ سعدی، ص205،206)

7 غم اور خوشی باقی نہیں رہتی عمل کا بدلہ اور نیک نام رہتا ہے، حکومت، مرتبے اور لشکر پر بھروسا نہ کر اس لئے کہ یہ چیزیں تو تجھ سے پہلے بھی تھیں اور تیرے بعد بھی باقی رہیں گی۔
(بوستانِ سعدی، ص59)

8 اپنے پرانے (خدمت گزاروں) کا ”گریڈ“ بڑھاؤ کیونکہ جسے پالا گیا ہے وہ غداری نہیں کرتا، جب تمہارا خدمت گزار پرانا ہو جائے تو اس کے سالہا سال کا حق فراموش مت کرو، اگرچہ بڑھاپے نے خدمت کرنے سے (اب) اس کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں مگر تم تو اسی طرح خیر خواہی کر سکتے ہونا۔(بوستانِ سعدی، ص17)

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

9 محبوبانِ خُدا کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا بے شک جائز ہے۔(فتاویٰ رضویہ، 29/202)

10 (والد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا) اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ بَرتے (یعنی اولاد کے بغیر اکیلے مت کھائے) بلکہ اپنی خواہش کو اِن کی خواہش کے تابع (یعنی ماتحت) رکھے جس اچھی چیز کو اِن کا جی چاہے اِنہیں دے کر اِن کے طُفَیل میں (یعنی واسطے سے) آپ بھی کھائے، زیادہ نہ ہو تو اِنہیں کو کھلائے۔(فتاویٰ رضویہ، 24/453)

عطّار کا چمن، کتنا پیارا چمن!

11 غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ پاک نے ہر ایک کی روزی تو اپنے ذمۂ کرم پر لی ہے مگر ہر ایک کی مغفرت کا ذمّہ نہیں لیا۔ وہ مسلمان کس قدر نادان ہے جو رزق کی کثرت کے لئے تو مارا مارا پھرے مگر مغفرت کی حسرت میں دل نہ جلائے۔(خودکشی کا علاج، ص58تا59)

12 والدین سے خدمت لینے کی بجائے اِن کی خدمت کیجئے۔

مزار حضرت یونس علیہ السلام کا اندرونی اور بیرونی منظر

حضرت سیدنا یونس علیہ السلام (قسط:02)

عذاب آنے کی خبر دی حضرت یونس علیہ السّلام نے رب کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! میری قوم نے میرا انکار کردیا ہے اور مجھے جھٹلا دیا ہے، ارشاد ہوا: ان کے پاس دوبارہ جاؤ، اگر ایمان لے آتے ہیں (تو ٹھیک ہے) ورنہ انہیں خبر دو کہ صبح عذاب آنے والا ہے، بعض روایتوں میں ہے کہ 3 دن بعد آپ علیہ السّلام نے اپنی قوم کو عذاب آنے کی خبر دی تھی، قوم نے آپس میں کہا: ہم نے انہیں جھوٹ بولتے نہیں پایا، ان پر نظر رکھو اگر انہوں نے رات بستی میں نہیں گزاری اور یہاں سے چلے گئے تو سمجھ لینا عذاب صبح آنے والا ہے، آدھی رات ہوئی تو حضرت یونس علیہ السّلام نے اپنا تھیلا اٹھایا اور اس میں تھوڑا سا کھانا رکھا اور بستی سے باہر نکل آئے۔[1]

قوم کی توبہ دوسری جانب جب بستی پر عذاب کی علامتیں ظاہر ہونا شروع ہوئیں تو بستی والوں نے رب کی بارگاہ میں توبہ کرلی اور عذاب ٹل گیا، آپ علیہ السّلام کو معلوم نہ ہو پایا کہ عذاب ٹل گیا ہے، اس قوم کے نزدیک جب کسی شخص کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جاتا تو اسے قتل کر دیا جاتا تھا۔

قوم نینویٰ سے علیحدگی آپ یقیناً سچے تھے لیکن آپ نے خیال کیا کہ قوم مجھے جھوٹا سمجھ کر قتل کر دے گی لہٰذا اللہ پاک کی جانب سے وحی آئے بغیر آپ دریا کی جانب چل دیئے۔[2]

اولاد کی آزمائش ایک قول کے مطابق آپ علیہ السّلام اپنی اہلیہ محترمہ اور دو بچوں کو لے کر دریائے دجلہ کے کنارے تشریف لے آئے، کشتی آئی تو اس میں کافی لوگ تھے، انہوں نے کہا: ایک کو بٹھا سکتے ہیں، آپ نے اپنی اہلیہ کو بٹھا دیا، دوسری کشتی نظر آئی تو آپ اس کی جانب بڑھے اتنے میں ایک بیٹا دریا کے قریب آگیا پاؤں پھسلا اور دریا میں گر کر ڈوب گیا، جبکہ دوسرے بیٹے پر بھیڑیئے نے حملہ کیا اور اسے کھا گیا آپ واپس آئے تو دیکھا کہ ایک بیٹے کی لاش پانی پر تیر رہی ہے جبکہ دوسرے کو بھیڑیا کھا چکا تھا آپ سمجھ گئے کہ یہ اللہ کی جانب سے آزمائش ہے، آخر کار آپ دوسری کشتی پر سوار ہوئے تاکہ اہلیہ کے پاس پہنچ جائیں۔[3]

کشتی دریا میں جاکر رک گئی (بیچ دریا میں پہنچ کر) کشتی ٹھہر گئی اور نہ چلی، ملاح کہنے لگے: اس کشتی میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے، قرعہ اندازی کرلو معلوم ہو جائے گا، تین مرتبہ قرعہ اندازی کی گئی ہر مرتبہ آپ کا نام نکلا یہ دیکھ کر آپ فرمانے لگے: میں ہی وہ غلام ہوں یہ کہہ کر آپ نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔[4]

مچھلی نے اپنا منہ کھول دیا ایک روایت میں ہے کہ حضرت یونس علیہ السّلام نے خود فرمایا: کشتی والو! مجھے پانی میں ڈال دو، کشتی والوں نے آپ کو کشتی کے اگلے حصے سے پانی میں ڈالنا چاہا تو اچانک ایک مچھلی اپنا منہ کھولے سامنے آگئی، آپ نے فرمایا:

مجھے کشتی کے پچھلے حصے سے پانی میں ڈال دو، دیکھا تو وہاں بھی وہی مچھلی نمودار ہوگئی، آپ کو درمیان میں ایک طرف سے پانی میں ڈالنا چاہا تو پھر اسی مچھلی نے اپنا منہ کھول دیا، دوسری جانب لے جایا گیا تو مچھلی پھر ادھر آگئی یہ دیکھ کر آپ نے کشتی والوں سے فرمایا: مجھے پانی میں ڈال دو اور نجات پالو، آپ کو پانی میں ڈالا گیا تو پانی میں پہنچنے سے پہلے ہی اس مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔[5]

مچھلی کے پیٹ میں مچھلی کے پاس اللہ کریم کا حکم آیا: تُو حضرت یونس کے ایک بال کو بھی تکلیف نہ دینا میں نے تیرے پیٹ کو ان کے لئے قید خانہ بنایا ہے انہیں تیرا کھانا نہیں بنایا۔[6] مچھلی کے پیٹ میں پہنچ کر آپ علیہ السّلام سمجھے کہ آپ کا انتقال ہوگیا ہے لہٰذا اپنی ٹانگوں کو پھیلا دیا پھر آپ نے اپنے سر اور ٹانگوں اور جسم کو حرکت دی تو معلوم ہوا کہ زندہ ہیں۔[7]

ایسی جگہ جہاں کسی نے سجدہ نہ کیا مچھلی آپ کو لے کر دریا کی تہہ میں اپنی جگہ پر آگئی اچانک (آپ علیہ السّلام نے دیکھا کہ) یہاں کا پانی، ریت اور ہر چیز اللہ کا ذکر کرنے لگی[8] یہ دیکھ کر آپ نے رب کی بارگاہ میں عرض کی: تیری عزت کی قسم! میں تیرے لئے اس جگہ کو سجدہ گاہ بناؤں گا جسے مجھ سے پہلے کسی نے سجدہ گاہ نہیں بنایا پھر آپ نے مچھلی کے پیٹ میں ہی عبادت کرنی شروع کردی۔[9] آپ مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و حمد میں مصروف رہتے اور عرض کرتے: الٰہی تو مجھے شہروں سے جلاوطن کردے مجھے پہاڑ سے نیچے گرادے، میں تین اندھیروں (یعنی رات، پانی اور مچھلی کے پیٹ) میں قید ہوں تو نے مجھے ایسی آزمائش میں مبتلا کیا ہے جس میں پہلے کسی کو مبتلا نہیں کیا تھا۔[10]

40دن مچھلی کے پیٹ میں مچھلی 40 دن تک دریا میں ادھر ادھر پھرتی رہی اس دوران آپ نے جنات اور مچھلیوں کی تسبیح اور ایسے دریائی جانوروں کی تسبیح بھی سنی جن کو آپ دیکھ نہیں پائے تھے۔[11]

دعائے یونس اسمِ اعظم قرار دی گئی جب 40 دن پورے ہوگئے تو آپ پر غم طاری ہوگیا اور روتے ہوئے اللہ کریم کی بارگاہ میں عرض کی: ﴿ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ﳓ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ(۸۷) ﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہر عیب سے پاک ہے، بیشک مجھ سے بے جا ہوا۔[12] حضرت یونس کی دعا قبولیت کے مقام پر فائز ہوئی اور آخرکار ان کی آزمائش ختم ہوگئی۔[13]

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت یونس علیہ السّلام کی دعا وہ بابرکت دعا ہے جس کے بارے میں خود رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا میں اللہ کریم کے اس اسمِ اعظم کی طرف تمہاری راہنمائی نہ کروں جس کے ساتھ جب بھی دعا کی جائے تو وہ قبول ہوجائے اور جب سوال کیا جائے تو عطا ہوجائے، وہ حضرت یونس علیہ السّلام کی دعا ''لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ﳓ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ(۸۷)'' ہے جو انہوں نے اندھیروں میں تین بار کی تھی۔[14] یاد رہے کہ یہ دعا حضرت یونس علیہ السّلام کے لئے خاص نہیں دیگر مسلمانوں کے لئے بھی ہے، جب وہ ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگیں گے تو ان کی دعا بھی قبول ہوگی۔ اِن شآءَ اللہ

اللہ پاک ہمیں ہر طرح کی آزمائش سے محفوظ فرمائے اور ہر حال میں اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں

(1) در منثور، 7/129-زاد المسیر لابن الجوزی،4/65،یونس:99(2)در منثور، 7/123 مفہوماً(3)تاریخ ابن عساکر، 74/284 (4)خازن، 4/26، الصّٰٓفّٰت: 140(5)التوابین لابن قدامہ المقدسی، ص28(6)الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، جز11،6/194(7)تفسیر ابن کثیر، 7/34،الصّٰٓفّٰت: 141-موسوعہ لابن ابی دنیا، العقوبات، 4/474(8)العظمۃ للاصبہانی، ص1749، رقم: 611235(9)تاریخ ابن عساکر،74/286(10)تاریخ ابن عساکر،74/285(11)تاریخ ابن عساکر، 74/285(12)پ17، الانبیآء:87(13)التوابین لابن قدامہ المقدسی، ص28 (14)مستدرک،2/183، حدیث:1908۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آباء واجداد

(قسط:03)

6 حضرت کِلاب

حضرت کِلاب کی کنیت ابوزُہرَہ ہے ان کا نام حکیم یا عُروہ تھا۔ آپ کی والدہ ہند بنتِ سُریر بن ثَعْلَبَہ کِنانی ہیں۔(1) آپ اپنے والد اور دادا کی طرح اہلِ عرب میں شرف وعزت میں بہت بلند تھے۔ عربی مہینوں کے موجودہ نام انہوں نے رکھے تھے۔(2) ان کی اولاد میں قُصَیّ اور زُہرَہ تھے۔ آخر الذکر بنو زہرہ کے جد امجد ہیں۔ ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امّی جان حضرت آمنہ کے خاندان کا نسب انہیں سے ملتا ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے: حضرت آمنہ بنتِ وَہْب بن عَبْدِ مَناف بن زُہْرہ بن کِلاب۔(3) یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے سونے چاندی سے آراستہ تلواریں بیت اللہ شریف کیلئے وقف کیں۔ یہ تلواریں آپ کو آپ کے سسر سعد بن سَیَل ازدی نے بھیجی تھیں۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تلواروں پر سونا اور چاندی چڑھائی تھی۔(4)

7 حضرت مُرّہ

حضرتِ مُرَّہ کی کنیت ابویَقَظہ تھی، آپ کی والدہ مَخشِیَّہ بنتِ شَیبان بن محارب کنانی ہیں۔(5) ان کی اولاد میں تین بیٹے کلاب، یَقَظہ اور تَیم تھے۔ آخر الذکر بنو تیم کے جد امجد ہیں۔ جو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما کا قبیلہ ہے۔ یقظہ بنو مخزوم کے جد امجد ہیں۔(6)

8 حضرت کعب

حضرت کعب خاندانِ قریش کے ممتاز سردار تھے۔ آپ کی والدہ ماوِیَہ بنتِ کعب بن قین قُضاعی ہیں۔(7) آپ جمعہ کو اپنی قوم کو خطبہ دیا کرتے تھے جو خوبصورت الفاظ، وعظ ونصیحت اور حکمت ودانائی کی باتوں کا مجموعہ ہوا کرتا تھا۔ آپ اس خطبے میں لوگوں کو اللہ پاک کی بنائی ہوئی کائنات میں غور وفکر کرنے، آخرت کی تیاری کرنے، لوگوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے کا درس دیا کرتے تھے۔ وہ یہ بھی بیان کیا کرتے تھے کہ مکہ شریف میں آخری نبی کی آمد ہونے والی ہے، اے کاش! مَیں بھی اس وقت موجود ہوتا اور ان پر ایمان لاتا۔ آپ نے ہی سب سے پہلے خطبے میں اَمَّا بَعْد کہا۔ آپ کی شہادت کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، دشمن نے حملہ کر دیا، منجنیق کا پتھر آپ کے کان کے قریب سے گزرا، آپ ثابت قدم رہتے ہوئے نماز میں مصروف رہے اور دائیں بائیں حرکت نہ کی۔ آپ کی شہادت اسی روز ہوئی۔ ان کی شہادت اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبعوث ہونے میں 560 سال کا فاصلہ ہے۔ آپ اہلِ عرب کے ہاں بھی بڑی قدر ومنزلت والے تھے۔ اہلِ عرب نے آپ کے یومِ وفات (شہادت) سے تاریخ کا آغاز کیا جو عَامُ الفِیل تک جاری رہا۔(8) آپ کے تین بیٹے مُرہ، عدی اور ہُصَیص تھے۔(9)

9 حضرت لُؤی

حضرت لؤی کی والدہ عاتکہ بنتِ یخلُد بن نَضْر بن کِنَانَہ ہیں۔(10) آپ بچپن سے ہی حلم وبردباری اور علم وحکمت کے

جامع تھے ان کا کلام علم و حکمت سے پُر ہوا کرتا تھا۔ جب یہ گفتگو کرتے تھے تو ان کے جملے ضرب المثل بن جایا کرتے تھے۔[11] آپ کے سات بیٹوں کے نام یہ ہیں: کعب، عامر، سامہ، عوف، حارث، سعد اور خزیمہ۔[12]

10 حضرت غالب

حضرت غالب کی والدہ لیلیٰ بنتِ حارث بن تمیم ہیں۔[13] آپ کی کنیت ابو تیم تھی، ان کے دو بیٹے تھے لُؤَیّ اور تیم۔

11 حضرتِ فِہر

حضرتِ فِہر کی والدہ جندلہ بنتِ عامر بن حارث جُرْہُمی ہیں۔[14] آپ اہلِ مکہ اور اِرد گرد کے قبائل کے سردار و رئیس اور بڑے جاہ و جلال کے مالک تھے۔ ان کے زمانے میں یمن کے ایک شخص حسان بن عبد کُلال حِمْیَری نے اپنے لشکر کے ساتھ مکہ شریف پر حملہ کیا اور نَخْلَہ کے مقام پر ٹھہر گیا تاکہ وہ پتھر جن سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السّلام نے کعبہ شریف تعمیر کیا تھا اسے اکھاڑ کر یمن لے جائے اور وہاں کعبہ بنائے تاکہ لوگ وہاں حج کرنے آئیں۔ حضرتِ فِہر کی قیادت میں اہلِ قریش اور دیگر قبائل نے حسان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دی۔ حسان قید ہو گیا، تین سال قید رہا پھر فدیہ دے کر آزاد ہوا مگر یمن جاتے ہوئے دنیا سے چل بسا۔[15] ایک قول کے مطابق حضرتِ فِہر کا نام قریش تھا جس کی وجہ سے آپ کی اولاد قریش کہلائی۔ ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے قریش تَقَرُّش سے ہے جس کے معنٰی کسب کرنے، کمانے کے ہیں، چونکہ یہ لوگ تجارت میں بہت مہارت رکھتے تھے اور ان کا یہ پیشہ عالمی شہرت کا حامل تھا اس لئے یہ خاندان اس لقب سے مشہور ہوا۔[16] قریش ایک سمندری جانور کا نام ہے جو بڑا زبردست ہے اور ہر چھوٹے بڑے جانور کو کھالیتا ہے مگر اسے کوئی نہیں کھاسکتا، کیونکہ قریش اپنی بہادری و شجاعت کی وجہ سے سب پر غالب رہتے تھے اور کسی سے مغلوب نہیں ہوتے تھے اس لئے اس سمندری جانور کی مناسبت سے قبیلہ قریش کہلائے۔[17] ان کے چار بیٹے تھے: غالب، مُحارب، حارث اور اسد۔[18]

12 حضرت مالک

حضرت مالک کا شمار اہلِ عرب کے بڑے سرداروں میں ہوتا تھا۔ آپ کی کنیت ابو الحارث تھی، آپ کی والدہ عِکْرِشَہ بنتِ عدوان حارث بن عَمرو ہیں۔ آپ کے ایک ہی بیٹے فِہر تھے۔[19]

13 حضرت نَضْر

حضرت نَضْر کا نام قیس تھا مگر اپنے چہرے کی ترو تازگی اور خوبصورتی کی وجہ سے نضر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ نضر کا معنی خوش نُما اور بارُونق ہے۔ آپ کی والدہ برّہ بنتِ مُر بن اُد بن طابخہ ہیں۔[20] آپ لوگوں کی مدد و خیر خواہی کے جذبے سے مالا مال تھے۔ کہا جاتا ہے کہ قریش آپ کا نام یا لقب ہے کیونکہ قریش قرش سے بنا ہے جس کا معنٰی تفتیش کرنا ہے کیونکہ حضرت نضر لوگوں سے ان کی حاجات پوچھا کرتے تھے، حاجیوں کی ضروریات سے آگاہی حاصل کرتے، انہیں پورا کرنے کی جستجو اور ان کی خدمت میں کمربستہ رہتے تھے۔ اسی مسافر نوازی اور غریب پروری کی وجہ سے قریش مشہور ہوئے۔[21] البتہ علّامہ احمد بن محمد قسطلانی تحریر فرماتے ہیں: (حضرت نضر کے پوتے) فِہر کا نام قریش تھا اور قریش قبیلہ انہیں کی طرف منسوب ہے ان سے اوپر والے (حضرت مالک اور حضرت نضر) کنانی کہلاتے تھے قریشی نہیں اور یہی قول صحیح ہے۔[22] ان کے تین مشہور بیٹے مالک، یَخْلُد اور صلت تھے۔

(جاری ہے)

---

(1) طبقات ابن سعد، 1/54 (2) نہایۃ الارب فی فنون الادب، ذکر الاشہر العربیۃ، 1/149 (3) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص48 (4) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/277 (5) طبقات ابن سعد، 1/54 (6) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/278 (7) طبقات ابن سعد، 1/54 (8) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/278، 279- السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/19 (9) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص45 (10) طبقات ابن سعد، 1/54 (11) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/279، 280 (12) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص42 (13) طبقات ابن سعد، 1/54 (14) طبقات ابن سعد، 1/54 (15) تاریخ طبری، 6/531 (16) الروض الانف، 1/187، 188 (17) شرح الزرقانی علی المواہب، 1/144 (18) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص42 (19) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/283، 284- طبقات ابن سعد، 1/54 (20) طبقات ابن سعد، 1/54 (21) الروض الانف 1/187 (22) مواہب لدنیہ، 1/50۔

حضرت عِکْرِمہ رضی اللہ عنہ

8ہجری میں فتحِ مکہ کے کچھ دنوں بعد حضرت عِکْرِمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے (خوش ہو کر) ارشاد فرمایا: تم آج جو مانگو گے اور وہ میرے پاس ہوا تو میں ضرور تمہیں دوں گا۔[1] حضرت عکرمہ نے عرض کی: میں آپ سے اتنا چاہتا ہوں کہ میں نے جس جس عداوت میں آپ سے دشمنی رکھی، جو جو قدم اس عداوت میں چلا جس بھی مقام پر آپ سے لڑائی کی، آپ کے بارے میں جو بات آپ کے سامنے یا غیر موجودگی میں کہی آپ ان سب میں میرے لئے بخشش کی دعا کر دیجئے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے یوں دعا کی: اے اللہ! عکرمہ نے جس جس عداوت میں ہم سے دشمنی کی جو جو قدم اس عداوت میں تیرے نور کو بجھانے کے لئے چلا ان سب کو معاف کر دے اور میرے سامنے یا میری غیر موجودگی میں جو بات میرے بارے میں کہی، تُو عکرمہ کی ہر اس خطا کو معاف کر دے، یہ کلمات سُن کر آپ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! اب میں خوش ہوں۔[2]

ایمان لانے کا دلچسپ واقعہ پیارے اسلامی بھائیو! حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں جھوٹے معبود بناتے اور انہیں بیچا کرتے تھے،[3] لیکن آپ کے دل میں ایک اللہ پر ایمان لانے کا خیال کیسے پیدا ہوا؟ اس کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر مکہ چھوڑ دیا: میں ایسے لوگوں کے ساتھ نہیں رہ سکتا جنہوں نے میرے باپ کو قتل کیا ہو پھر آپ سمندر کے کنارے آئے اور اپنا سامان کشتی میں رکھ دیا، کسی نے آپ کو سمجھایا: آپ ہمارے اور اس شہر کے سردار ہیں آپ ایسی جگہ (کیوں) جا رہے ہیں جہاں آپ کی کوئی پہچان نہیں ہے، لیکن آپ نے اس کی بات نہ مانی اور سفر پر روانہ ہوگئے،[4] حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں آپ کی زوجہ حضرت اُمِّ حکیم رضی اللہ عنہا نے اِسلام قبول کر لیا اور آپ کے لئے بارگاہِ رسالت سے اَمان (یعنی قید اور قتل کئے جانے سے پناہ اور حفاظت) طلب کر لی لیکن آپ کو امان ملنے کا پتا نہ چل پایا۔[5]

تختی دیکھی آپ سمندر کے پاس پہنچے تو وہاں ایک تختی پر آیتِ مبارکہ لکھی تھی: ﴿وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ (۶۶)﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: اور تمہاری قوم نے اس کو جھٹلایا حالانکہ یہی حق ہے۔ تم فرماؤ، میں تم پر نگہبان نہیں ہوں،[6] اسے پڑھ کر آپ مکہ واپس آگئے۔[7] مشہور قول کے مطابق حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کشتی میں سوار ہوگئے تھے پھر جب کشتی (کھلے سمندر میں پہنچی اور) تیز ہوا سے ڈولنے لگی تو ملّاح نے کشتی والوں سے کہا: ایک خدا کے ہو جاؤ، بے شک! تمہارے (جھوٹے) معبود تمہیں یہاں کوئی فائدہ نہیں دیں گے، آپ نے یہ سُن کر کہا: اگر ایک معبود (برحق) ہی یہاں سمندر میں نجات دے سکتا ہے تو خشکی میں بھی کوئی دوسرا نجات نہیں دے گا، اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے اس مصیبت سے نجات دے دی تو میں محمدِ عربی (صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم) کے پاس جا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ دوں گا،[8] ایک روایت

میں ہے کہ کشتی میں سب لوگ اللہ کو پکارنے لگے اور مدد مانگنے لگے، حضرت عکرمہ رضی اللہُ عنہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا: یہاں تو صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے، کہا: یہ تو محمدِ عربی کا خدا ہے جس کی طرف وہ ہمیں بلاتے ہیں تم لوگ مجھے واپس ان کی طرف لے جاؤ،(9) ساحل پر پہنچے تو زوجہ سے ملاقات ہوگئی انہوں نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جانب سے امان ملنے کی خوش خبری سنائی۔(10)

خوش آمدید حضرت عکرمہ رضی اللہُ عنہ ابھی مکہ کے قریب پہنچے تھے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم سے فرمایا: عکرمہ تمہارے پاس مؤمن اور مہاجر بن کر آرہا ہے اس کے باپ (ابوجہل) کے بارے میں سخت جملہ نہ کہنا کہ اس سے زندہ کو تکلیف پہنچتی ہے اور مردہ کو کچھ نہیں ہوتا،(11) آپ حجرۂ اقدس کے دروازے پر پہنچے تو نبیِّ کریم خوشی سے کھڑے ہوگئے۔(12) اور یہ کلمات کہے: ہجرت کرنے والے سوار کو خوش آمدید!(13) قبولِ اسلام کے بعد آپ رضی اللہُ عنہ نے یہ کلمات بھی کہے تھے: میں نے جس قدر مال راہِ خدا میں رکاوٹ ڈالنے میں خرچ کیا اب اس سے دُگنا (Double) راہِ خدا میں خرچ کروں گا، جتنا راہِ خدا کے خلاف لڑا اب اس کا دُگنا راہِ خدا میں لڑوں گا۔(14)

کلامِ الٰہی سے محبت آپ کو کلامِ الٰہی سے اتنی شدید محبت ہوگئی تھی کہ قراٰنِ کریم کو اپنے ہاتھ میں لیتے پھر چہرے پر رکھتے اور روتے ہوئے کہتے جاتے: یہ میرے رب کی کتاب ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے۔(15) نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو سن 10ھ میں قبیلۂ ہوازن کے صدقات جمع کرنے کی ذمّہ داری عطا کی تھی۔(16)

مجھے مال کی ضرورت نہیں ایک جنگ کی تیاری ہورہی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہُ عنہ لشکر کا معائنہ کرنے تشریف لے آئے، ایک خیمہ پر نظر پڑی جس کے آس پاس 8 گھوڑے، متعدّد نیزے اور سامانِ جنگ نظر آیا، قریب گئے تو خیمہ میں حضرت عکرمہ رضی اللہُ عنہ موجود تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہُ عنہ نے سلام کیا، اور دعا دی پھر (جنگ کے اخراجات کیلئے) کچھ رقم دینی چاہی، حضرت عکرمہ رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: مجھے اس کی ضرورت نہیں میرے پاس 2ہزار دینار ہیں، یہ سُن کر صدیقِ اکبر رضی اللہُ عنہ نے آپ کے لئے دعائے خیر کی۔(17)

معرکہ آرائی حضرت عکرمہ رضی اللہُ عنہ نے خلافتِ صدّیقِ اکبر میں پہلے مُسَیْلِمہ کذّاب کی فوج پر حملہ کیا لیکن کامیابی نہ ملی، اس کے بعد عمان اور پھر بلادِ مَہرہ سے لے کر صَنْعاء تک کے مرتدوں(18) کو سبق سکھایا جن میں سے کچھ قبائل توبہ کرکے ایمان لے آئے،(19) ایک بار میدانِ جنگ میں حضرت عکرمہ رضی اللہُ عنہ گھوڑے سے اتر کر لڑنے لگے حضرت خالد بن ولید رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: آپ ایسا نہ کریں! آپ نے عرض کی: مجھے چھوڑ دیجئے، آپ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر (ایمان لانے میں) پہل کر چکے ہیں جبکہ میں اور میرا باپ رسولُ اللہ پر بہت سخت رہے۔(20)

شہادت ایک قول کے مطابق آپ کی شہادت جنگِ یرموک میں ہوئی جو کہ اُردن میں لڑی گئی: ماہِ رجب 15ھ جنگِ یرموک میں کئی صحابہ شدید زخمی ہوئے، اسی حالت میں صحابیِ رسول حضرت حارث بن ہشام رضی اللہُ عنہ نے پانی مانگا، پانی پیش کیا گیا تو انہیں حضرت عکرمہ رضی اللہُ عنہ زخمی نظر آئے، انہوں نے پانی پیئے بغیر فرمایا: پانی عکرمہ کو دو، آپ نے حضرت عیاش رضی اللہُ عنہ کو زخمی دیکھا تو پانی پیئے بغیر فرمایا: پانی انہیں دے دو، پانی ابھی حضرت عیاش کے پاس نہ پہنچا تھا کہ وہ شہید ہوگئے، یوں تینوں معزز صحابہ پانی پیئے بغیر ہی شہید ہوگئے رضی اللہُ عنہم۔(21) مزارِ مبارک اُردن کے علاقے عجلون میں ہے۔

---

(1) تاریخ ابن عساکر، 41/64 (2) المغازی للواقدی، ص852 (3) المغازی للواقدی، ص870 (4) المنتقی لابی عروبہ، ص44 ملخصًا (5) المغازی للواقدی، ص851 ملخصًا (6) پ7، الانعام: 66 (7) سیر السلف الصالحین، ص278 (8) دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/59 (9) معجم کبیر، 17/372 (10) کنز العمال، 7/323، حدیث: 37416 (11) المغازی للواقدی، ص851 (12) مستدرک، 4/263، حدیث: 5103 (13) ترمذی، 4/336، حدیث: 2744 (14) المغازی للواقدی، ص852 (15) الجہاد لابن المبارک، ص57 (16) الاصابہ، 4/443 (17) اسد الغابہ، 4/79 (18) مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو جیسے زکوٰۃ کا انکار کرنا (19) المنتظم، 4/85- الاکتفاء للکلائی، 2/157- الکامل فی التاریخ، 2/229 ملخصًا (20) الجہاد لابن المبارک، ص56، رقم: 54 (21) اسد الغابہ، 1/515- الاستیعاب، 1/366 ملخصًا۔

حضرتِ عبدُاللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

قارئینِ کرام! سلسلہ "کم سِن صحابۂ کرام" میں اس مرتبہ ہم حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بچپن کے بارے میں پڑھیں گے۔

مختصر تعارف آپ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے، حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پوتے ہیں، آپ شوّال 2 ہجری میں مدینۂ منوّرہ میں قُبا کے مقام پر پیدا ہوئے، ہجرت کے بعد مہاجرین صحابہ میں سب سے پہلے آپ ہی پیدا ہوئے۔[1]

ولادت کے بعد کرم نوازی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آپ کو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس لائیں اور آپ کو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی گود میں رکھ دیا، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھجور منگوا کر اُس کو چبایا اور وہ کھجور آپ کے منہ میں ڈال دی، یوں آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں سب سے پہلے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا لُعاب مبارک پہنچا، پھر سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھجور سے گھٹی دی اور برکت کی دعا سے نوازا۔[2]

حضور نے نام رکھا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ رضی اللہ عنہ پر دستِ شفقت پھیرا اور آپ کا نام عبد اللہ رکھا۔[3]

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اپنے نومولود بچّوں کو بزرگوں کی بارگاہ میں لائیں اور اُن سے گھٹی دلوائیں، اُن سے برکت کی دُعا کا عرض کریں اور اُن سے نام بھی رکھوائیں اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم برکتیں ملیں گی۔

سات سال کی عمر میں بیعت آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سات سال کی عمر میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آئے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان دونوں کو دیکھ کر مسکرائے اور اپنا دستِ اقدس آگے بڑھایا تو ان دونوں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بیعت کی۔[4]

تعدادِ روایات آپ سے 33 روایات مروی ہیں۔[5]

وصال رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت آپ 9 سال کے تھے،[6] آپ نے 71 سال کی عمر میں 17 جمادَی الاُولیٰ 73ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔[7]

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خاتَمِ النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بخاری، 3/236، رقم: 4665- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 3/39، 40- زرقانی علی المواھب، 2/356 (2) بخاری، 2/595، حدیث: 3909 (3) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 4/80- مستدرک، 4/708، حدیث: 6383 (4) معجم کبیر، 13/51، حدیث: 180 (5) تھذیب الاسمآء واللغات، 1/252 (6) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 4/80 (7) طبقاتِ ابنِ سعد، 8/201۔

مزار حضرت شاہ محمد رمضان مہمی قادری رحمۃُ اللہِ علیہ

مزار حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق تیمی رحمۃُ اللہِ علیہ

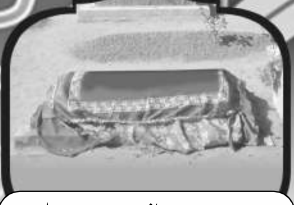

مزار حضرت مولانا عبد الغفور قادری رحمۃُ اللہِ علیہ

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

جُمادَی الاُولیٰ اسلامی سال کا پانچواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عظام کا وصال ہوا، ان میں سے 98 کا مختصر ذکر فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ تا 1444ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے، مزید 12 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان 1 حضرت عبد اللہ بن صفوان جُمحِی مکی رضی اللہُ عنہما کی ولادت ہجرت کے سال ہوئی، آپ سردارِ مکہ، فصیحِ زمانہ حضرت صفوان بن اُمیَّہ رضی اللہُ عنہ کے بیٹے تھے، آپ قریش کے مالدار، خوددار اور لوگوں کو وسیع پیمانے پر کھانا کھلاتے تھے، آپ نے محاصرۂ مکۂ مکرمہ میں حضرت عبدُ اللہ بن زبیر رضی اللہُ عنہما کی مدد کی، باطل کے سامنے سر نہ جھکایا اور ان کے ساتھ ہی (17 جُمادَی الاُولیٰ) 73ھ میں شہادت پائی۔[1] 2 حضرت عبد اللہ بن مطیع قُرشی عدوی رضی اللہُ عنہ کی ولادت مدینہ شریف میں ہوئی، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو گھٹی دی اور برکت کی دعا کی، آپ احادیث کے راوی، شجاع و بہادر، واقعہ حَرَّہ میں قریش کے سردار اور واقعہ محاصرۂ مکۂ مکرمہ (17 جُمادَی الاُولیٰ 73ھ) میں شہید ہوئے۔[2]

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السّلام 3 استاذُ التابعین حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق تیمی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 36 یا 38ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی اور 24 جُمادَی الاُولیٰ 108ھ کو قُدَید (مکہ و مدینہ کے درمیان ایک مقام) میں وصال فرمایا، تدفین مُشَلَّل میں کی گئی۔ آپ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سمیت کِبار صحابۂ کرام کے شاگرد، عالم قراٰن وحدیث، متقی و پرہیزگار، کثیر الروایت تھے، امام جعفر صادق رحمۃُ اللہِ علیہ کے نانا اور جلیلُ القدر تابعی تھے۔ آپ کا شمار مدینۂ منورہ کے فقہائے سَبْعہ میں ہوتا ہے۔[3] 4 حضرت خواجہ ضیاء معصوم کابلی رحمۃُ اللہِ علیہ خاندانِ حضرت مجدِّد اَلْف ثانی کے چشم و چراغ تھے۔ آپ عالمِ دین، صوفی باصفا، شیخِ طریقت، مرجعِ خاص وعام، مرشدِ بادشاہ کابل امیر حبیب اللہ خان، صاحبِ کرامت ولیُّ اللہ اور صاحبِ بصیرت و اِدْراک تھے۔ وصال 29 جُمادَی الاُولیٰ 1337ھ کو ہوا۔ مزار مبارک کابل سے تقریباً 30 کلو میٹر کے فاصلے پر مقام بہار باغ صفا افغانستان میں ہے۔[4] 5 پیرِ طریقت حضرت مولانا مفتی ہدایتُ اللہ خان مجدِّدی رامپوری رحمۃُ اللہِ علیہ شمسُ العلماء حافظ عنایتُ اللہ خان رامپوری کے صاحبزادے و خلیفہ و سجَّادہ نشین، مفتیِ اسلام اور عارفِ ربانی تھے۔ آپ کا وصال 29 جُمادَی الاُولیٰ 1357ھ کو ہوا۔[5] 6 ہادی ہریانہ حضرت شاہ محمد رمضان مہمی قادری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1183ھ کو مہم ضلع رہتک، ریاست ہریانہ، ہند میں ہوئی اور 28 جُمادَی الاُولیٰ 1240ھ کو شہید کئے گئے، مزار مبارک جائے پیدائش میں ہے۔ آپ صدیقی خاندان کے چشم و چراغ، تلمیذِ شاہ

عبد العزیز دہلوی، شیخِ طریقت، بہترین واعظ، کثیرُ السفر، اسلامی شاعر، حکیم حاذِق اور ایک درجن کُتب کے مصنف تھے، عقائد عظیم اور قصیدہ امالی آپ ہی کی کتب ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر لاکھوں فُسّاق نے توبہ کی۔(6)

عُلَمائے اسلام رحمہم اللہ السلام 7 شیخ القراء حضرت امام شہابُ الدّین حسین بن سلیمان بن فزارہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ دمشق کے علاقے کَفَرِیہ کے رہنے والے تھے، آپ کی ولادت تقریباً 637ھ کو ہوئی اور 13 جُمادَی الاُولیٰ719ھ کو دمشق میں وصال فرمایا، جبل قاسیون دمشق میں دفن کئے گئے۔ آپ امام الوقت، قاضیِ شہر، مفتیِ اسلام، بہترین قاری اور مرجع خاص و عام تھے۔ اپنی تمام زندگی تدریس، افتا اور قضا میں گزاری۔(7)
8 شمسُ المِلّۃ و الدّین امام محمد بن احمد خطیب شوبری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 11 رمضان 977ھ اور وفات 16 جُمادَی الاُولیٰ1069ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی، تربت مجاورین میں تدفین کی گئی۔ آپ فقہ شافعیہ کے امام، حُجّۃُ الاسلام اور جید عالِم دین تھے، جامعۃُ الازہر میں تحقیق، تدریس اور افتاء آپ کی زندگی کا معمول رہا۔ آپ کئی کتب کے مُحشّی، مصنف اور مؤلف تھے۔(8)
9 استاذُ الحرمین والمصر حضرت شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن علاءُ الدین بابلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت موضع بابل صوبہ منوفیہ مصر میں1000ھ میں اور وفات 25 جُمادَی الاُولیٰ 1077ھ کو قاہرہ میں ہوئی۔ آپ نے حدیث، فقہ شافعی اور دیگر علوم کے لئے کئی سفر کئے، علمائے عرب بالخصوص علمائے مکہ سے بھرپور استفادہ کیا، کہا جاتا ہے کہ آپ نے شبِ قدر میں دعا کی کہ میں فنِ حدیث میں امام ابنِ حجر عسقلانی کی طرح ہو جاؤں، آپ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کو یہ مقام حاصل ہو گیا، آپ حافظُ الحدیث، مسند العصر، فقیہِ شافعی، مدرس و مرشد، عبادت گزار، حُسنِ اخلاق کے پیکر اور سوز و گداز کے ساتھ کثرت سے تلاوتِ قراٰن کرنے والے تھے۔(9) 10 طوطیِ ہند مولانا اسرارُ الحق صدیقی رہتکی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1296ھ کو ٹونک ہند میں ہوئی اور 30 جُمادَی الاُولیٰ 1373ھ کو وصال فرمایا۔ آپ عالم دین، بہترین خطیب و واعظ، صاحبِ دیوان شاعر، امام و خطیب مشہور قصاباں اور محبِ اعلیٰ حضرت تھے۔(10) 11 عالم ربانی حضرت مولانا سیّد منوّر علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ امامُ المحدّثین مفتی سیّد دیدار علی شاہ الوری کے شاگرد و داماد اور پیشے کے اعتبار سے اسکول میں عربی کے ٹیچر تھے۔ کچھ عرصہ دارُ العلوم حزبُ الاحناف میں تدریس کے فرائض سر انجام دیئے۔ آپ کی پیدائش تقریباً1315ھ میں الور کے سادات گھرانے میں ہوئی اور وصال 17 جُمادَی الاُولیٰ1389ھ میں فرمایا۔ 12 خطیب کوکل حضرت مولانا عبد الغفور قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1351ھ میں کوکل کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی، دینی تعلیم خاندان بالخصوص اپنے نانا اور ماموں سے حاصل کی، مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے جھنڈ شریف اور کھڈ شریف ضلع اٹک کے علما سے استفادہ کیا، دورۂ حدیث شریف کے لئے دارُ العلوم حزبُ الاحناف میں داخلہ لیا اور سندِ فراغت حاصل کی، آپ اپنے خاندانی بزرگوں کی طرح آستانہ عالیہ قادریہ چھوہر شریف میں مرید ہوئے۔ طویل عمر پاکر آپ نے 8 جُمادَی الاولیٰ1436ھ کو وصال فرمایا، تدفین جائے پیدائش میں ہوئی۔(11)

---

(1) اسد الغابۃ، 3/283، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 3/349، الانابۃ الیٰ معرفۃ المختلف فیھم من الصحابۃ، 1/356 (2) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 5/21 (3) طبقات ابن سعد، 5/142 تا 148- جہان امام ربانی، 8/377 (4) بزم جاناں، ص86، 96، تا 98 (5) تذکرہ مولانا حامد علی خان رامپوری، ص145 (6) ہادی ہریانہ، ص1، 18، 24، 67، 80 تا 119 (7) البدایۃ والنھایۃ، 9/344- الدرر الکامنۃ، 2/56- اعیان العصر واعوان النصر، 2/268 (8) خلاصۃ الاثر، 3/385 (9) الاعلام للزرکلی، 6/270- خلاصۃ الاثر، 4/39، 42 (10) روشن دریچے، ص337 تا 339- تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع اٹک، ص284- صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ ص128 (11) تذکرہ علمائے اہل سنت ص285 تا 287۔

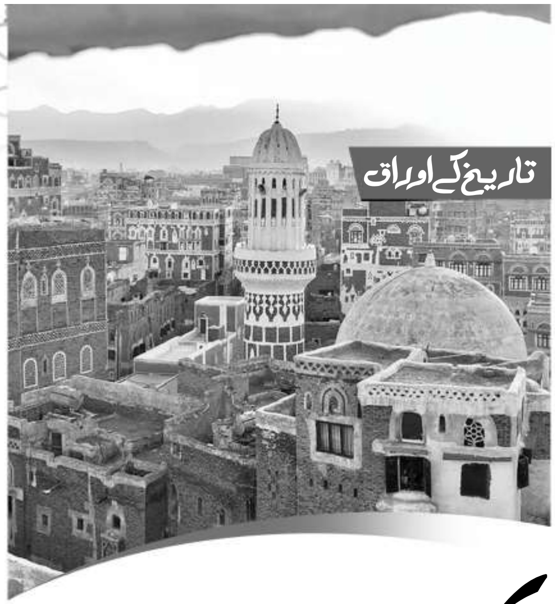

یمن کی اسلامی تاریخ (قسط:02)

یمن کی فتح 8 سن ہجری میں ہوئی لیکن حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے یمن سمیت بعض ملکوں کے فتح ہونے کی غیبی خبر برسوں پہلے دے دی تھی۔ رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے یہ خبر ارشاد فرمائی کہ یمن فتح کیا جائے گا تو لوگ مدینے سے اپنی سواریوں کو ہنکاتے ہوئے اور اپنے اہل و عیال کو لے کر یمن چلے جائیں گے حالانکہ مدینۂ منوّرہ ان کے لیے بہتر تھا۔ کاش وہ لوگ اس بات کو جانتے۔[1] غزوۂ خندق کے موقع پر آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے ایک چٹان پر تین مرتبہ پھاوڑا (Spade) مارا، ہر ضرب پر اس میں سے ایک روشنی نکلی اور اس روشنی میں آپ نے شام و ایران اور یمن کے شہروں کو دیکھ لیا اور ان تینوں ملکوں کے فتح ہونے کی بشارت دی۔ جب تیسری ضرب لگائی تو سارا پتھر ٹوٹ گیا تو آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ بہت بڑا ہے! مجھے یمن کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اللہ کی قسم میں صنعاء کے دروازوں کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔[2]

یمنی حکمرانوں کو دعوتِ اسلام

حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے ابتدا میں جن حکمرانوں اور سلاطین کی طرف دعوتِ اسلام کے لئے خطوط روانہ کیے ان میں یمنی حکمران بھی شامل تھے، جن خوش نصیبوں نے اسلام قبول کرکے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں نیاز مندیوں سے بھرے ہوئے خطوط بھیجے ان میں یمن کے شاہانِ حِمْیَر بھی تھے، ان میں سے جن جن بادشاہوں نے مسلمان ہو کر بارگاہِ نبوت میں عرضیاں بھیجیں جو غزوۂ تبوک سے واپسی پر آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمت میں پہنچیں ان بادشاہوں کے نام یہ ہیں: 1 حارث بن عبد کُلال 2 نُعَیم بن عبد کُلال 3 نعمان حاکم ذورُعَیْن و مَعافر و ہَمْدان 4 زُرْعہ۔ یہ سب یمن کے بادشاہ ہیں۔[3] یمنی بادشاہوں کی اولاد میں اسلام قبول کرنے والے ایک حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان سے فرمایا: وائل بن حجر تمہارے پاس دور دراز زمین حضرموت سے آئے ہیں، یہ بخوشی و رغبت اللہ پاک اور اُس کے رسول کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی طرف آئے ہیں۔ اور یہ بادشاہوں کی اولاد سے ہیں۔[4]

یمن والوں کو دعوتِ اسلام کے لئے مبلغین کی روانگی

حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے اہلِ یمن کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو بھیجا، ابتدا میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اُن کی طرف روانہ کیا، پھر حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یمن والوں کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا تو میں ان کے ساتھ جانے والوں میں شامل تھا، وہ یمن والوں میں نو ماہ رہے، اہلِ یمن نے ان کی دعوت کا کوئی جواب نہ دیا۔ تو پھر پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ اس بات کا حکم دے کر بھیجا کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھیوں سمیت واپس بھیج دیں، اگر ان کے

ساتھیوں میں سے کوئی حضرت خالد رضی اللہُ عنہ کے ساتھ واپس نہ آنا چاہے تو اسے رہنے دیں۔ حضرت بَرّاء رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان میں شامل تھا جو حضرت علی رضی اللہُ عنہ کے ساتھ سرحد کے پاس رہنے والے اہلِ یمن کی طرف روانہ ہوئے، لوگ ان کے لئے جمع ہوگئے پھر حضرت علی رضی اللہُ عنہ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر ہم ایک صف میں کھڑے ہوگئے پھر آپ نے ہماری جانب متوجہ ہو کر اللہ پاک کی حمد و ثنا کی، اس کے بعد وہاں کے لوگوں کو حضور نبیِّ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خط پڑھ کر سنایا تو تمام اہلِ ہمدان ایک ہی دن میں ایمان لے آئے، آپ نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خط میں یہ ماجرہ لکھ بھیجا، جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کا خط پڑھا تو تکبیر کہتے ہوئے سجدہ ادا کیا پھر تین مرتبہ فرمایا: ”ہَمْدان والوں پر سلام ہو۔“ ہمدان والوں کے بعد دیگر اہلِ یمن بھی اسلام کی طرف آگئے۔[5]

اہلِ یمن کی ایمان لانے میں پیش قدمی

اہلِ یمن خیر و بھلائی کی طرف مائل ہونے والے تھے، اعلانِ نبوت کی خبر ملتے ہی بعض نے اسلام قبول کرنے میں پیش قدمی کی۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہُ عنہ تجارت کے لئے یمن گئے ہوئے تھے۔ اِسی دوران حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مکہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت فرمایا، عَسْکَلان بن عَوَاکِن حِمْیَری کو خبر ملی انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار اشعار کی صورت میں کیا اور وہ اشعار حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہُ عنہ کے ذریعے بارگاہِ رسالت میں بھیج دیئے، ان میں سے دو شعر یہ ہیں:

اشھد باللہ ربّ موسٰی — انک ارسلت بالبطاح

فکن شفیعی الی ملیک — یدعو البرایا الی الصّلاح

ترجمہ: میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے رب، اللہ پاک کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آپ وادیٔ مکہ میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ پس آپ میرے شفیع بنیں اس بادشاہ کی طرف جو مخلوق کو بھلائی کی طرف بلاتا ہے۔

حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ اشعار سن کر فرمایا:

اَمَا اِنَّ اَخَا حِمْیَرمِنْ خَوَاصِّ الْمُؤمِنِیْنَ وَ رُبَّ مُؤْمِنٍ بِیْ وَلَمْ یَرَنِیْ وَ مُصَدِّقٍ بِیْ وَ مَا شَھِدَنِیْ اُولٰئِکَ اِخْوَانِیْ حَقًّا یعنی آگاہ رہو! بے شک میرا بھائی حِمْیَری خاص مومنین میں سے ہے اور بعض مجھ پر ایمان لانے والے جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا اور میری تصدیق کرنے والے جو میرے پاس حاضر نہیں ہوئے، وہ میرے سچے بھائی ہیں۔[6]

یمن کے پانچ حکمران جن کا تعلق مدینے شریف سے تھا

ملکِ یمن میں اسلام پہنچ جانے کے بعد وہاں کے شرعی وانتظامی امور چلانے کے لیے حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خاص اہتمام فرمایا۔ چنانچہ علامہ بدر الدین عینی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جب رسول پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم 9 ہجری کو غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہُ عنہما کو حاکم بنا کر یمن کی طرف بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اور اُن سے زکوٰۃ وصول کریں۔ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یمن کو پانچ صحابۂ کرام پر تقسیم فرمایا تھا: حضرت خالد بن سعید رضی اللہُ عنہ کو صنعاء کا حاکم بنایا، حضرت مہاجر بن اَبی اُمَیَّہ رضی اللہُ عنہ کو کندہ کا، حضرت زیاد بن لبید رضی اللہُ عنہ کو حضر موت کا، حضرت معاذ رضی اللہُ عنہ کو جندل کا اور حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہُ عنہ کو زبید، عدن اور ساحل کا۔ پھر ارشاد فرمایا: اَہلِ یمن کو دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ پاک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی گواہی کہ محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ کے رسول ہیں۔[7]

---

(1) مسلم، ص551، حدیث: 3364 (2) مواھب اللدنیہ مع الزرقانی، 3/31 (3) سیرت مصطفیٰ، ص373 (4) مسند البزار، 10/354، حدیث:4486 (5) بخاری، 3/123، حدیث:4349- مسند الرویانی، 1/218، حدیث:304 (6) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 5/98 ملتقطاً (7) عمدۃ القاری، 6/323، تحت الحدیث:1395۔

کمر درد

آج کل مردوں، عورتوں، بوڑھوں بلکہ جوانوں کی بھی ایک تعداد ہے جو کمر درد کا شکار ہے۔ یہ درد عام طور پر پسلیوں کے نیچے سے شروع ہوتا ہے اور کولہے تک پھیلا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ سب سے پہلے کمر میں ہلکا درد محسوس ہوتا ہے اور جسم میں سستی رہتی ہے بعد میں یہ درد شدت اختیار کرجاتا ہے، شروع میں ہی اس درد کا مناسب علاج نہ کیا جائے تو آہستہ آہستہ تیز ہوجاتا ہے۔ بروقت علاج نہ کیا جائے تو پھر مہینوں اس درد سے جان نہیں چھوٹتی۔

وجوہات کمر درد کی بہت سی وجوہات ہیں: ❁ زیادہ دیر تک بیٹھنا کمر کے پٹھوں میں کھچاؤ پیدا کردیتا ہے، جس کے باعث پٹھے سخت ہوجاتے ہیں اور ان میں شدید قسم کا درد ہوتا ہے ❁ ہڈیوں میں بُھربُھرا پن ہوجانا ❁ مہروں میں خَلا آجانا ❁ گُردوں میں پتھری کا انفیکشن ہوجانا۔

کمر درد میں احتیاطیں جب کمر میں درد ہو تو ان احتیاطوں کو ضرور اختیار کیجئے: ❁ اگر جسمانی مشقت والے کام زیادہ ہیں تو سب سے پہلے ان کو کم کریں۔ اپنے اٹھنے بیٹھنے کا انداز درست کریں ❁ زیادہ دیر کمر جھکا کر نہ بیٹھیں مثلاً لیپ ٹاپ یا کمپیوٹر پر سیدھے بیٹھ کر کام کریں ❁ زمین پر لیٹ کر آرام کرنا بھی کمر درد میں افاقہ دیتا ہے ❁ وزن اور موٹاپا کم کرنے کی کوشش کریں ❁ اپنے طبیب کے مشورے سے کمر درد میں مفید ورزش کریں۔

غذاؤں سے علاج ❁ اچھی خوراک کا استعمال کریں ❁ موسم کے لحاظ سے خشک میوہ جات اور تازہ پھلوں کا استعمال بہت مفید ہے ❁ کھانے میں ادرک اور لہسن کا استعمال کمر درد سے نجات دیتا ہے ❁ دودھ کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں اس میں وٹامنز، آئرن، کیلشیم اور دیگر اجزا پائے جاتے ہیں۔ یہ جسم، ہڈیوں اور پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ ❁ ایسی غذاؤں کا استعمال کریں جن میں وٹامن زیادہ مقدار میں ہوں چنانچہ دودھ، بالائی، انڈے، کھجور، پکے ہوئے تازہ پھل، سبز ترکاریاں اور مچھلی قوت ہضم کے مطابق استعمال کریں ❁ کاڈ مچھلی کے جگر کا تیل (کاڈلیور آئل) اور اس کے مرکبات کا استعمال بھی مفید ہے، مریض کو ہر قسم کی ثقیل اور بادی اشیا سے پرہیز کرائیں اور گوشت بھی کم کردیں۔

کمر درد کے علاج کے دیسی نسخے موصلی سفید، دار فلفل، اجوائن دیسی، پیلا مول، یہ چاروں چیزیں 12، 12 گرام، میدہ لکڑی (میدہ سک L..Sebifera)، زنجبیل، اسگندر ناگوری، ستاور، ہر ایک 25 گرام، ان سب چیزوں کو پیس لیں اور اس میں قند سیاہ کہنہ بھی بقدر ضرورت ملالیں۔ اب اس کی چنے کے دانے برابر گولیاں بنالیں۔ روزانہ عَرق بادیان 175 ملی لیٹر کے ساتھ دو گولیاں استعمال کریں۔ اِن شآءَ اللہ کمر درد میں افاقہ ہوگا۔

یہ نسخہ کسی بھی ماہر پنساری سے تیار کروایا جاسکتا ہے۔

کمر درد کا مجرب اور آزمودہ نسخہ آدھا کلو دودھ میں 11 عدد کھجوریں اچھی طرح اُبال لیں، جب کھجوروں کا اثر دودھ میں نکل جائے تو کھجوروں کے ٹکڑے دودھ سے نکال دیں۔ اب ایک چمچ دیسی گھی اور ایک عدد کچا دیسی انڈہ گرم دودھ میں مکس کرلیں اور رات کو سونے سے آدھا گھنٹا قبل پی لیں۔ اِن شآءَ اللہ بہت جلد کمر درد سے آرام مل جائے گا۔ یہ نسخہ تجربہ شدہ ہے۔

نوٹ: تمام غذائیں اور دوائیں اپنے ڈاکٹر یا حکیم کے مشورے سے استعمال کیجئے۔

نئے لکھاری
(New Writers)

مردِ مؤمن کی قراٰنی صفات

فیضان رضا
(تخصص فی الفقہ (سالِ اول)، جامعۃُ المدینہ فیضانِ امام احمد رضا، حیدر آباد)

اسلام ایک ایسا مہذب مذہب ہے جس میں بچے کے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک کے مسائل وراہنمائی ہے اور اللہ پاک نے ہماری ہدایت وراہنمائی کے لئے قراٰن پاک نازل فرمایا جس میں ہر شے کا بیان ہے اور قراٰن میں اللہ پاک نے مؤمنوں کے اوصاف بیان کئے کہ مؤمن کے اقوال، افعال، اور احوال کیسے ہونے چاہئیں تو اسی مناسبت سے ہم یہاں مردِ مؤمن کی چند قراٰنی صفات بیان کرتے ہیں:

1 تا 7 نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا، ہر لہو و لعب بات سے بچنا، زکوٰۃ ادا کرنا، شرمگاہوں کی حفاظت کرنا، امانت میں خیانت نہ کرنا، وعدے کو پورا کرنا اور نمازوں کی حفاظت کرنا یہ سب مؤمن کی صفات ہیں۔

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ترجَمۂ کنزُ الایمان: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مِلک ہیں کہ اُن پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔(پ18، المؤمنون:1تا11)

8 مسلمان ایک دوسرے کا رفیق اور خیر خواہ ہوتا ہے۔ قراٰنِ کریم میں ہے: ترجمۂ کنزالایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔(پ10، التوبۃ:71)

9 اللہ اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حکم کو ماننے والا ہوتا ہے چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے: ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔(پ10، التوبۃ:71)

10 حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنی آواز کو بلند نہ کرنے والا ہوتا ہے چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے: ترجَمۂ کنزُ الایمان: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے (پ26، الحجرات:2)

11 تا 13 مؤمن کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کا دل ڈرتا ہے اور جب اس پر قراٰن کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے اور اپنے

پروردگار اللہ پاک پر بھروسہ کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ترجَمۂ کنزُ الایمان: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ (کو) یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب اُن پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں۔ (پ9، الانفال: 2)

14 تا 20 مؤمن کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے، اللہ کی حمد کرتا ہے، روزہ رکھتا ہے، رکوع و سجود کرتا ہے بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے: ترجمۂ کنز الایمان: توبہ والے عبادت والے سراہنے والے روزے والے رکوع والے سجدہ والے بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔

(پ11، التوبۃ: 112)

پیارے اسلامی بھائیو! ہم نے مؤمن کے چند اوصاف بیان کئے اب ہم سب تھوڑی دیر کے لئے سوچیں کہ میں مسلمان ہوں، میرا نام مسلمانوں جیسا اور لوگ مجھے مسلمان کہتے ہیں مگر کیا میرے اقوال و افعال ایسے ہیں جیسے ابھی ذکر کئے اگر نہیں ہیں تو اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کرنے کی اللہ سے دعا کیجئے اور ساتھ میں خود ان اوصاف کو اپنانے کی نیت بھی کر لیجئے۔

اللہ پاک ہمیں اپنا پسندیدہ بندہ بنائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حرام کمانے اور کھانے کی مذمت احادیث کی روشنی میں

محمد طفیل عطّاری
(درجۂ ثالثہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ حسن خطیب چشتی دھولکہ)

حرام کھانے کی مذمّت پر کافی آیاتِ کریمہ نازل ہوئی ہیں اور بہت سی احادیث بھی اس سلسلے میں وارد ہوئی ہیں چونکہ بندہ جو رزق کھاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک حلال رزق اور دوسرا حرام رزق تو اگر بندہ حلال رزق کو اپناتا ہے اور حلال رزق کھاتا ہے تو اس کے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں اور اگر بندہ حرام رزق کھاتا ہے اور اس کی عادت بنالیتا ہے تو اس کو حرام کھانے کے نقصانات بھی اٹھانے پڑتے ہیں جیسا کہ بندہ حرام کی کمائی سے جو کچھ حاصل کرتا ہے اس میں سے اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور جو مال وہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ اس کے لئے جہنم کا سامان ہوتا ہے اسی طرح بکثرت احادیث مبارکہ میں حرام کمانے اور کھانے کی مذمّت بیان ہوئی ہیں۔ اسی مناسبت سے 5 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ کیجئے:

1 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، دعا فرمائیے کہ اللہ پاک مجھے مُستجابُ الدَّعْوات کردے (یعنی میری ہر دعا قبول ہو)۔ حضور پر نور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے سعد! رضی اللہُ عنہ، اپنی خوراک پاک کرو، مستجابُ الدّعوات ہو جاؤ گے۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جان ہے! آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا اور جس بندے کا گوشت سود اور حرام خوری سے اُگا اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔ (معجم الاوسط، 5/34، حدیث 6495)

2 قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی رسی لے کر پہاڑ کی طرف نکل جائے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے پیٹھ پر لاد کر لے آئے اور انہیں بیچ کر کھائے وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے منہ میں حرام کا لقمہ ڈالے۔ (مسند احمد، 3/68، حدیث 7493)

3 دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، جس نے اس میں حلال طریقے سے مال کمایا اور اسے وہاں خرچ کیا جہاں خرچ کرنے کا حق تھا تو اللہ پاک اسے ثواب عطا فرمائے گا اور اسے اپنی جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے دنیا میں حرام طریقے سے مال کمایا اور اسے ناحق جگہ خرچ کیا تو اللہ پاک اسے ذلت و حقارت کے

گھر (یعنی جہنم) میں داخل کردے گا اور اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مال میں خیانت کرنے والے کئی لوگوں کے لئے قیامت کے دن جہنم ہوگی۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا (۹۷) ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

(پ15، بنی اسرآءیل:97-شعب الایمان،4/396، حدیث:5527)

4 وہ جسم جنت میں نہیں جائے گا جس نے حرام مال سے غذا حاصل کی ہو۔(معجم الاوسط،4/271، حدیث،5961)

5 ایک شخص طویل سفر کرتا ہے جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اُس کی ظاہری حالت ایسی ہے کہ جو دُعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یاربّ! یاربّ! کہتا ہے (یعنی دُعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اُس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام پھر اُس کی دعا کیونکر مقبول ہو! (یعنی اگر قبولِ دعا کی خواہش ہو تو کسبِ حلال اختیار کرو)۔(مسلم، ص393، حدیث:2346)

جیسا کہ آپ نے احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حرام کمانے اور کھانے کی مذمّت جان لی تو ہمیں چاہئے کہ حرام مال کو جمع نہ کریں نہ ہی حرام مال کھائیں کہ یہ تمام چیزیں بندے کو جہنم کی طرف لے جاتی ہیں۔

پڑوسیوں کے حقوق

محمد اشتیاق رضا عطّاری
(درجۂ سابعہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ اولیاء، احمد آباد)

دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں یہ ترغیب دلائی ہے کہ وہ تمام حقوق کی ادائیگی کریں اور کسی کی بھی حق تلفی نہ کریں، حقوق کی دو قسمیں ہیں: 1 حقوقُ اللہ اور 2 حقوق العباد۔ حقوق اللہ وہ ہیں جن کا تعلق اللہ پاک کی ذات سے ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ، اور حقوقُ العباد وہ ہیں جو بندوں سے متعلق ہوتے ہیں جیسے ان کی عزت کرنا، ان پر ظلم نہ کرنا وغیرہ، ان ہی حقوقُ العباد میں سے پڑوسیوں کے حقوق بھی ہیں۔

ہمارے پیارے دینِ اسلام نے ہمیں بڑی تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے کہ ہم اپنے پڑوسی کا خیال رکھیں اس کا اندازہ آپ اس حدیث پاک سے لگائیے کہ تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبرئیل علیہ السّلام مجھے پڑوسی کے متعلق برابر وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنادیں گے۔(بخاری،4/104، حدیث:6014)

آیئے پڑوسیوں کے 9 حقوق پڑھتے ہیں:

1 پڑوسی سے حسنِ سلوک کریں۔

2 اس کو تکلیف نہ دیں۔

3 اگر وہ غریب و تنگ دست ہو تو اس کی مدد کریں۔

4 اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھربار کا خیال رکھیں۔

5 اس سے بات چیت میں نرمی برتیں، اگر کبھی اس کی جانب سے کوئی تکلیف پہنچ بھی جائے تو اس کو معاف کردیں۔

6 بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کو جائیں اور اگر ہو سکے تو اپنے مال کے ذریعے اس کی مدد کریں۔

7 اس کے عیب لوگوں کے سامنے بیان نہ کریں اور اس کی غیبت کرنے اور اس پر بہتان لگانے سے بچیں۔

8 اگر وہ مَعاذَ اللہ گناہوں میں پڑا ہے مثلاً بے نمازی ہے یا دیگر حرام کام کرتا ہو تو ہمیں چاہئے کہ اسے اچھے انداز میں سمجھائیں اور اس کو گناہوں سے بچنے کی نصیحت کریں۔

9 اگر کسی پڑوسی کا انتقال ہو تو ہمیں چاہئے کہ اس کی تجہیز و تکفین میں شریک ہوں، اس کے گھر والوں سے تعزیت کر کے ان کو صبر کی تلقین کریں، اور اس کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔

یہ پڑوسیوں کے حقوق میں سے چند حقوق ہیں ہمیں چاہئے کہ ان کی رعایت کریں۔ اللہ پاک ہمیں پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلہ میں موصول ہونے والے مضامین کے مؤلفین

جامعۃُ المدینہ فیضانِ کنزالایمان، ممبئی: مسرور احمد فاروقی، محمد عمر نواز، قیس عطّاری، شمیم اختر عطّاری، محمد ارشد عطّاری، عمیر مصطفائی، محمد کیف، شاہد عطّاری، محمد عارف، محمد مقصود عالم قادری، عبد الکریم۔

جامعۃُ المدینہ فیضانِ عطّار، ناگپور: عمران رضا بنارسی، وسیم اکرم، محمد رمضان علی، محمد افضل حسین، نوازش رحمانی، اختر رضا ربانی، غلام طٰہٰ، دانش عطّاری، محبوب رضا۔

جامعۃُ المدینہ فیضانِ امام احمد رضا، حیدرآباد: محمد صابر عطّاری، محمد فیضان رضا، سمیع اللہ، محمد ناظم عطّاری، عبد الماجد۔

جامعۃُ المدینہ فیضانِ حسن خطیب چشتی دھولکہ احمد آباد: محمد ریحان عطّاری مدنی، محمد طفیل عطّاری۔

متفرق جامعات: محمد آفتاب رضا (مدرس، جامعۃُ المدینہ فیضانِ لگن شاہ مکرانہ)، محمد کامران رضا (جامعۃُ المدینہ عطائے عطّار جوہا پورا احمد آباد)، محمد اشتیاق رضا عطّاری (جامعۃُ المدینہ فیضانِ اولیا، احمد آباد)، محمد اسعد رضا (جامعۃُ المدینہ فیضانِ عطّار نیپال گنج، نیپال)۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے فروری 2024ء

1 حضرت ادریس علیہ السّلام کی قرآنی صفات 2 والد کی فرمانبرداری احادیث کی روشنی میں 3 بیوی کے حقوق

مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ: 20 نومبر 2023ء

مزید تفصیلات کے لئے رابطہ کریں:

+91 8978262692

mazmoonnigarihind@gmail.com

Dreams

خوابوں کی تعبیریں

قارئین کی طرف سے موصول ہونے والے چند منتخب خوابوں کی تعبیریں

خواب میں نے اپنے پیر و مرشد مولانا الیاس قادری صاحب کو دیکھا کہ ان کو کسی نے فجر کی نماز کے لئے اٹھایا ہے اور وہ فوراً چہل قدمی شروع کر دیتے ہیں۔ میں سمجھا کہ جب انسان نیند سے اٹھے تو تھوڑا چل لے تاکہ سستی دور ہو؟

تعبیر: اللہ کے نیک بندوں کو خواب میں دیکھنا باعثِ برکت اور ان سے محبت کی علامت ہے۔

خواب مجھے اکثر خواب آتا ہے کہ کوئی انسان میرے پیچھے آرہا ہے لیکن قریب نہیں آپارہا؟

جواب: مبہم خواب کی تعبیر بیان نہیں کی جاسکتی البتہ اگر آپ خوف محسوس کرتے ہیں تو سونے سے قبل سورۂ فلق، سورۂ ناس اور آیت الکرسی پڑھ لیجئے۔

خواب خواب میں کسی اور کے ہاں دو بچّوں کی پیدائش دیکھنا کیسا؟

تعبیر: جس کے لیے خواب دیکھا گیا اس کے حق میں اچھا ہے۔

خواب مجھے خواب میں سانپ نظر آتے ہیں۔

تعبیر: سانپ کا دیکھنا برے شخص کی علامت ہے اور سانپ کا ڈسنا دشمن کی طرف سے نقصان پہنچنا ہے۔ اگر آپ کو اکثر اس طرح کے خواب نظر آتے ہیں تو سونے سے پہلے 21 بار یَامُتَکَبِّرُ پڑھ لیا کریں اپنی حفاظت کے لئے تعویذاتِ عطّاریہ سے تعویذ بھی حاصل فرمالیں۔ یاد رہے کہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا دشمن سے حفاظت کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

خواب میں نے دیکھا کہ اپنی بڑی بہن کے گھر ہوں، میرے دوسرے بھائی کو پولیس لے جاتی ہے، میرے مرحوم والد اور والدہ پولیس کو لے جانے سے روکتے ہیں۔ والدہ کے پاؤں پر گاڑی چڑھنے سے خون نکلتا ہے اور والد صاحب اس خون کو بند کرنے لگ جاتے ہیں اس کے بعد آنکھ کھل جاتی ہے۔

تعبیر: اللہ پاک آپ کی اور آپ کے گھر والوں کی حفاظت فرمائے۔ بعض اوقات کسی پریشانی یا پریشان کُن خیالات کی وجہ سے یا اس طرح کی خبریں دیکھنے سننے کی وجہ سے بھی اس طرح کے خواب نظر آجاتے ہیں، گھبرائیں نہیں اللہ پاک کی بارگاہ میں عافیت کے لئے دعا کریں، البتہ کسی بھی ایسے معاملے سے دور رہیں جو کسی جھگڑے یا قانون کی خلاف ورزی کا سبب ہو سکتا ہو۔

خواب میں نے دیکھا کہ مدینے شریف میں ہوں، سبز گنبد کو دیکھ کر نعت پڑھتی ہوں اور گنبد کے پاس جارہی ہوں۔ اس مبارک خواب کی تعبیر بتادیں۔

تعبیر: بہت اچھا خواب ہے۔ اِن شآءَ اللہ حقیقت میں بھی حاضری نصیب ہوگی البتہ جانے کے اسباب کے لئے کوشش اور سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں استغاثہ کرتی رہیں۔

خواب میں نے مرحوم دادا کو مسجد میں نماز جمعہ پڑھتے دیکھا ہے اور ملاقات بھی ہوئی ہے؟

تعبیر: اچھا خواب ہے، فوت شدہ کو عبادت کرتے ہوئے دیکھنا مبارک ہے۔ اللہ کی رحمت پر امید رکھیں کہ وہ عافیت سے ہوں گے البتہ ان کے لئے دعا اور ایصال ثواب کرتے رہیں۔

خواب میں نے دیکھا ایک عورت میری امی کو بولتی ہے کہ وہ مجھے ٹھیک کر دے گی، اور کہتی ہے اس کی بیماری کسی دوسرے کو لگ جائے گی۔ میں کہتی ہوں یہ کیا بات ہوئی میری بیماری کسی اور کو کیوں لگے؟ مجھے علاج ہی نہیں کروانا اتنے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

جواب: یاد رہے کہ کسی کی بیماری اُڑ کر نہیں لگتی۔ نیز یہ خواب مبہم ہے۔ لہٰذا اس کی وجہ سے پریشان نہ ہوں اگر واقعی بیمار ہیں تو اس کا علاج ضرور کریں مگر اس خواب کی بنیاد پر بیمار ہونے کا خوف ہرگز نہ رکھیں۔ بعض اوقات مسلمان کو شیطان خواب کے ذریعے پریشان کرتا ہے جس کی حقیقت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس خواب کی طرف توجہ نہ کریں، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے یَا سَلَامُ کا وِرد کرتی رہیں۔

بچوں کا
فیضانِ مدینہ

آؤ بچّو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

مسلمانوں کی عید

ہمارے پیارے نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر نمازِ جمعہ پڑھنے آیا اور خاموشی سے خطبہ سنا تو اُس شخص کے اِس جمعہ سے لے کر آنے والے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم، ص332، حدیث:1988)

عربی زبان میں اس دن (یعنی جمعہ) کا نام عَرُوبہ تھا بعد میں جُمُعہ رکھا گیا، جمعہ کو جمعہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن نماز کے لئے جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے (یعنی بہت سارے لوگ نمازِ جمعہ کے لئے جمع ہوتے ہیں)۔ (صراط الجنان، 10/152 ملتقطاً)

اسلام میں جمعۃُ المبارک کو بہت اہمیت حاصل ہے، جمعہ مساکین کا حج ہے، دنوں کا سردار ہے، یہ بخشش کا دن ہے کہ اس دن بہت ساروں کی بخشش کی جاتی ہے، اس دن نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، اس دن کئی فرشتے زمین پر تشریف لاتے ہیں، اس دن ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرشتے کے واسطے کے بغیر ہمارا درود پاک خود اپنے کانوں سے سنتے ہیں، قراٰنِ پاک میں ایک پوری سورت ہی ”جمعہ“ کے نام سے ہے اور اس دن کو مسلمانوں کی عید بھی کہا گیا ہے۔

پیارے بچّو! آپ کو بھی چاہئے کہ جمعہ کے دن نہا دھو کر، صاف ستھرے کپڑے پہن کر ہو سکے تو خوشبو لگا کر اپنے ابو، بھائی یا گھر کے کسی بڑے فرد کے ساتھ مل کر مسجد جائیں، توجہ سے امام صاحب کا بیان سنیں اور نمازِ جمعہ ادا کریں۔

اللہ پاک ہمیں جمعہ کی اہمیت کو سمجھنے اور اس دن خوب نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حروف ملائیے!

پیارے بچّو! جُمادَی الاُولیٰ 8 ہجری میں جنگِ مُوتہ ہوئی تھی جس میں صرف 3 ہزار مسلمانوں نے 1 لاکھ کفار سے مقابلہ کیا تھا اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح عطا فرمائی تھی، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مدینۂ منوّرہ میں میدانِ جنگ کی خبر آنے سے پہلے ہی صحابۂ کرام کو اس جنگ کے حالات بیان فرما دیئے تھے۔ اس جنگ میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچازاد بھائی، منہ بولے بیٹے اور کاتبِ وحی (یعنی وحی لکھنے والے) سمیت 12 جاں نثار صحابۂ کرام شہید ہوئے تھے۔

پیارے بچّو! آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حروف ملا کر پانچ شہیدوں کے نام تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ ”مُوتہ“ تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔

تلاش کئے جانے والے 5 نام یہ ہیں: 1 عبد اللہ 2 مسعود 3 جعفر 4 زید 5 حارث۔

م	ف	ع	ج	و	ع	س	م	ز
ق	ز	ہ	ا	ض	ی	ب	د	ی
ز	م	ز	ق	و	د	ز	م	ز
ی	ز	م	ہ	ت	و	م	ج	ا
د	ہ	ل	ل	ا	د	ب	ع	و
آ	چ	ح	ش	ھ	ج	م	ف	ح
ل	ل	ا	د	ب	ع	ی	ز	ا
ن	د	ر	ے	ک	ف	ر	ی	ر
د	و	ع	س	م	ر	ر	ق	ش

ایک واقعہ ایک معجزہ

مُردہ بچّی زندہ کردی

جمعۃُ المبارک کے دن چونکہ 12 بجے ہی اسکول کی چھٹی ہو جاتی تھی اس لئے آج صہیب اور خُبیب دونوں بھائی سوا بارہ بجے ہی گھر پہنچ چکے تھے اور 15 منٹ سے دادا جان کے کمرے میں بیٹھے ان کا بے تابی سے انتظار کر رہے تھے۔

دادا جان! آج ہم نے آپ سے ڈھیر ساری باتیں کرنے کا پلان بنایا ہے۔ کمرے میں دادا جان کے داخل ہوتے ہی سلام کے فوراً بعد صہیب نے اِٹھلاتے ہوئے کہا۔

وہ تو ٹھیک ہے بیٹا! مگر پہلے آپ لوگ یہ بتائیں کہ آج کونسا دن ہے۔ دادا جان نے دونوں کے سلام کا جواب دے کر انہیں پیار سے چُمکارتے ہوئے کہا۔

جمعۃُ المبارک! دونوں پُرجوش انداز میں بَیک زبان بول اُٹھے۔

دادا جان: تو پھر پہلے آپ دونوں جلدی سے نہا دھو کر نمازِ جمعہ کی تیاری کریں اور میرے ساتھ مسجد چلیں تاکہ ہم مکمل بیان سُن سکیں، باتیں واپس آکر کریں گے۔

تھوڑی ہی دیر میں صہیب اور خُبیب نہانے کے بعد اُجلا سفید لباس اور عمامہ شریف پہن کر دادا جان کے ساتھ مسجد روانہ ہو چکے تھے۔

✲✲✲

مسجد سے واپسی کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر دونوں بھائی دادا کے کمرے کی طرف لپکے، دادا جان انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے "ڈھیر ساری" باتوں کے لئے تیار ہو گئے۔ اسی دوران اُمّ حبیبہ دادا کے لئے گرین ٹی کا کپ لے کر آئی اور اسے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر دادا جان کے پہلو میں بیٹھ گئی۔

صہیب: دادا جان! آج جمعہ کے بیان میں امام صاحب نے تقریر میں بتایا تھا کہ اللہ پاک نے سب سے آخری نبی، مکی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پہلے کے تمام انبیائے کرام علیہم السّلام کے معجزے دیئے تھے۔

دادا جان: جی ہاں! ایسا ہی ہے تبھی تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جامعُ المعجزات بھی کہا جاتا ہے، اس کا یہی مطلب بنتا ہے کہ آپ علیہ السّلام تمام معجزات والے ہیں۔

صہیب: تو کیا ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی طرح کسی مردے کو بھی زندہ کیا ہے؟

اس سے پہلے کے دادا جان قہوے کا کپ رکھ کر کچھ کہتے، فوراً اُمّ حبیبہ اپنی بہترین یادداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی: بھائی جان! کیا آپ کو یاد نہیں کہ ایک بار دادا جان نے خُبیب بھائی کے ایک سوال پر ہم تینوں کو حضور علیہ السّلام کے جامعُ المعجزات والی بات بتائی تھی اور حضرت سیدنا جابر رضی اللہُ عنہ

کے دو بیٹوں کو زندہ کر دینے والا معجزہ بھی سُنایا تھا۔

خُبیب: ہمم!! مجھے بھی یاد ہے۔

داداجان: صہیب بیٹا! کیا آپ کو یاد آگیا وہ معجزہ؟

صُہیب: جی داداجان! مجھے بھی یاد آچکا ہے۔

داداجان: (مسکراتے ہوئے) مگر ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک سے زیادہ بار مُردوں کو زندہ فرمایا ہے، آج میں آپ کو اسی بارے میں ایک اور دلچسپ واقعہ سُناتا ہوں: ایک بار ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک شخص کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے اسلام قبول کرنے کے لئے اپنی ایک فوت شدہ بیٹی کو زندہ کرنے کی شرط رکھ دی، کہنے لگا کہ میں تو اس وقت اسلام لاؤں گا جب آپ میری خاطر میری بیٹی کو زندہ کر دیں گے۔ صہیب نے بے تابی سے سوال کیا کہ داداجان کیا ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس آدمی کی یہ شرط مان گئے؟

داداجان مسکراتے ہوئے بولے جی ہاں! ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کی قبر دکھاؤ، اس شخص نے اپنی بیٹی کی قبر دکھائی تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کی بیٹی کو آواز دی، جس پر لڑکی نے قبر کے اندر سے "لَبَّیْكَ وَ سَعْدَیْك" کہہ کر جواب دیا، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اس دنیا میں واپس آنا چاہتی ہو؟ اس لڑکی نے عرض کی: یارسول اللہ میں نے اللہ پاک کو اپنے والدین سے اور آخرت کو دنیا سے زیادہ بہتر پایا ہے اس لئے میں دنیا میں واپس نہیں آنا چاہتی۔

(السیرۃ الحلبیہ، 3/413)

معجزہ سُن کر صہیب، خُبیب اور اُمِّ حبیبہ تینوں جوشِ عقیدت سے بلند آواز میں بولے: سُبْحٰنَ اللہ! سُبْحٰنَ اللہ! سُبْحٰنَ اللہ!

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث: 8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لئے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لئے	معنٰی	نسبت
محمد	عبدالحفیظ	حفاظت کرنے والے کا بندہ	اللہ پاک کے صفاتی نام کی طرف لفظِ عبد کی اضافت کے ساتھ
محمد	مُجتبٰی	منتخب شدہ	پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بابرکت نام
محمد	زَید	اضافہ، بڑھوتری، کثرت	صحابیِ رسول کا مبارک نام

بچیوں کے 3 نام

نام	معنٰی	نسبت
رُفَیْدَہ	مددگار خاتون، عطیہ	صحابیہ کا مبارک نام
عالیہ	ہر چیز کا بلند حصہ	حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پوتی کا نام
طُوبٰی	خوش خبری	جنّت یا جنّت کے درخت کا نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں)

تسبیحِ فاطمہ

جمعۃ المبارک کا دن تھا اور ننھے میاں کے گھر میں میلاد شریف کی محفل شروع ہو چکی تھی۔ ننھے میاں بھی خوب تیار ہو کر پرچم تھامے محفل میں شریک تھے اور امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کی لکھی ہوئی نعتوں کا مجموعہ "وسائلِ بخشش" بھی ہاتھ میں تھا۔ دراصل ننھے میاں بھی آج بطورِ نعت خواں تشریف لائے تھے۔ تلاوتِ قراٰن کے بعد سب سے پہلے نعت شریف کے لئے ننھے میاں کو دعوت دی گئی۔ ننھے میاں جھومتے جھومتے آئے، مائیک تھاما اور نعت پڑھنے لگے:

جھوم کر سارے پکارو مرحبا یامصطفےٰ
چوم کر لب کہہ دو یارو مرحبا یامصطفےٰ
کہہ کر اے عِصیاں شِعارو مرحبا یامصطفےٰ
بگڑی قسمت کو سنوارو مرحبا یامصطفےٰ
مفلِسو، غُربت کے مارو مرحبا یامصطفےٰ
تم بھی کہہ دو مالدارو مرحبا یامصطفےٰ

سبحٰن اللہ! ماشآءاللہ! ننھے میاں نے نعت شریف مکمل کی تو سب شرکاء نے خوب داد دی۔

ننھے میاں تو سمجھے بیٹھے تھے کہ وہ تو بس ایک نعت شریف پڑھیں گے اور پھر ہال میں ایک طرف بیٹھے محفل میں شریک رہیں گے لیکن انہیں نہیں پتا تھا کہ ابو جان نے ان کے لئے کچھ کام سوچ رکھے تھے لہٰذا جیسے ہی تلاوت کے بعد ننھے میاں نعت سنا کر فارغ ہوئے تو ابو جان نے انہیں بلا کر کہا: ننھے میاں آپ وہاں باہر کے دروازے پر اندر کی طرف کھڑے ہو جائیں اور آنے والے مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے ہال تک لائیں۔ پہلے مہمانوں کا استقبال اور پھر مہمانوں کو کھانا سَرو کرتے ہوئے بھی ابو جی کا ہاتھ بٹاتے بٹاتے ننھے میاں کی تو آج بَس ہو گئی تھی۔

رات کا کھانا کھاتے ہوئے ننھے میاں کہنے لگے: آج تو سارا جسم دکھ رہا ہے پتا نہیں نیند بھی آئے گی یا نہیں۔

دادی جان نے مسکراتے ہوئے کہا: کیا میں آپ کو ایسا وظیفہ نہ بتا دوں جس سے اِن شآءَ اللہ آپ کی تھکاوٹ دور ہو جائے گی!

دادی جان! ایسا بھی کوئی وظیفہ ہے کیا؟ ننھے میاں نے فوراً دلچسپی سے پوچھا۔

دادی جان: جی بیٹا بالکل ہے، "ایک بار خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہُ عنہا نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے گھر کے کام کاج کے لئے خادم مانگا تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میں تمہیں ایسی چیز دیتا ہوں جو تمہاری مانگی گئی چیز سے بھی بہتر ہے، جب تم بستر پر جاؤ تو 33 بار سبحٰن اللہ، 33 بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور 34 بار اَللہُ اَکبر پڑھ لیا کرو۔" (بخاری، 4/194، حدیث:6318 ماخوذاً)

ننھے میاں اس وظیفے کو تسبیحِ فاطمہ کہتے ہیں اگر آپ روزانہ سونے سے پہلے اسے پڑھنے کی عادت بنالیں گے تو اِن شآءَ اللہ کام کاج کی تھکاوٹ سے بچ جائیں گے۔

پڑوسی خواتین

امام بُخاری رحمۃُ اللہِ علیہ نے حدیثِ پاک نقل فرمائی کہ ایک مرتبہ اللہ پاک کے پیارے اور آخری نبی، مکی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خِدمت میں عرض کیا گیا: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! فُلاں عورت رات بھر عبادت کرتی ہے، دِن میں روزہ رکھتی ہے، بڑی نیک ہے، صدقہ خیرات بھی بہت کرتی ہے مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَا خَیْرَ فِیْهَا اس میں کوئی بھلائی نہیں هِیَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وہ جہنمیوں میں سے ہے۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان نے ایک دوسری عورت کا ذِکر کرتے ہوئے عرض کیا: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! فُلاں عورت فرض نمازیں پڑھتی ہے، پنیر صدقہ کرتی ہے اور کسی کو بھی تکلیف نہیں پہنچاتی۔ ارشاد فرمایا: هِیَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وہ جنّتی عورت ہے۔ (الادب المفرد، ص41، حدیث:119)

جو اپنے پڑوسی کو تکلیف پہنچاتا ہے، وہ کس قدر نقصان میں ہے مگر افسوس! ہمارے ہاں اس بات کا خیال ہی نہیں کیا جاتا ہے

۞ لوگ اپنے گھر کا کوڑا کچرا اُٹھا کر پڑوسی کے دروازے کے قریب رکھ دیتے ہیں۔

۞ گھر میں وقت بے وقت اُودَھم مچاتے ہیں شور کرتے ہیں اور اس بات کی پرواہی نہیں کرتے کہ اس سے پڑوسی کو تکلیف ہو سکتی ہے۔

۞ کسی کے ہاں شادی بیاہ یا کوئی تقریب ہو، تب تو گویا پڑوسی کی نیند حرام ہو گئی، کسی کو تکلیف پہنچے گی، کسی کی نیند خراب ہو گی، کوئی بیچارہ بیمار ہے اُسے تکلیف ہو گی یا چھوٹے بچوں کی نیند اُڑ جائے گی، ان ہلّہ گُلّہ کرنے والوں کو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔

۞ بعض لوگ رات کے وقت گھر میں ایسے کام شروع کر دیتے ہیں جس سے شور شرابہ ہوتا ہے مثلاً کیل ٹھوکنا وغیرہ، رات کے وقت اپنے گھر میں بھی ایسے کام کرنے سے پڑوسی کی نیند میں خلل آسکتا ہے، لہٰذا ایسے کام دِن کے اَوقات میں کئے جائیں تاکہ پڑوسیوں کو تکلیف نہ ہو۔

۞ خواتین گھر کا فرش دھوتی ہیں، ظاہر ہے گندا پانی اپنے صحن میں جمع رکھنا تو گوارا نہیں ہوتا، لہٰذا گلی میں بہا دیا جاتا ہے، جس سے گلی میں کیچڑ ہو جاتی ہے اور گزرنے والوں کو پریشانی بھی ہوتی ہے۔

اللہ پاک ہمیں نہ صرف پڑوسیوں بلکہ رشتے داروں، ماں باپ، بہن بھائیوں وغیرہ کے حقوق ادا کرنے، ان کا خیال رکھنے اور ان کے ساتھ حُسنِ سُلوک کی توفیق عطا فرمائے۔ برے اعمال کی پہچان کرنے، برائی کو برائی سمجھنے اور برائی سے روکنے اور نیکی کی طرف دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمیشہ ہاتھ بھلائی کے واسطے اُٹھیں
بچانا ظلم وستم سے مجھے سدا یارب

(وسائلِ بخشش (مُرمّم)، ص76)

زخم کریدنا چھوڑ دیں

ہم سب کو ہی گھر کا کام کرتے ہوئے اکثر چھوٹے چھوٹے زخم لگ جاتے ہیں۔ جیسے کہ کچن (Kitchen) کا کام کرتے ہوئے یا سبزی کاٹتے ہوئے کٹ لگ جانا یا کھانا پکاتے ہوئے ہاتھ جل جانا۔ ایسے چھوٹے موٹے کٹ ہم سب کو ہی عموماً لگ جاتے ہیں۔ پھر ہم کیا کرتے ہیں؟ ان کٹ کو دیکھ کر نظرانداز کر دیتے ہیں۔ کچھ وقت بعد وہ کٹس خود بخود ٹھیک بھی ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی بڑا کٹ لگا ہو تو ہم اس پر کوئی مرہم وغیرہ لگا دیتے ہیں۔

کوئی بھی عقلمند انسان اپنے زخم کو کریدتا نہیں ہے۔ اسے بار بار نوچتا نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے ہاتھوں وغیرہ پر لگے زخم کو بار بار نوچتے یا کھرچتے رہیں گے تو وہ ٹھیک ہونے کے بجائے خراب ہو جائے گا اور مزید تکلیف کا باعث بنے گا۔

اسی طرح روز مرہ کی زندگی میں ہمیں اپنے دوستوں سے یا رشتے داروں سے بہت سی باتیں سننے کو ملتی ہیں، جن میں سے کچھ باتیں ناگوار بھی ہوتی ہیں۔ بری لگتی ہیں کہ فلاں نے ایسا کہہ دیا۔ اس کو ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا وغیرہ۔

یہ جو چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ دراصل ہماری زندگی میں لگنے والے زخم ہوتے ہیں جن سے بس ہمیں ہلکی سی جلن ہوتی ہے۔ اگر ہم اُنہیں ان کے حال پر ہی چھوڑ دیں اور درگزر کر دیں تو یہ خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں اور یاد تک نہیں رہتے لیکن اگر ہم انہیں کریدتے رہیں اور ایسی ناگوار باتوں کا بار بار ذکر کرتے رہیں، عورت اپنی ساس کی برائی شوہر سے کرتی رہے، ساس بہو کی برائی کرتی رہے، طالبہ اپنے ہم درجہ طالبہ کی بات دیگر طالبات کے سامنے کرتی رہے، تو یہ باتیں دل میں ہی بیٹھ جاتی ہیں۔ پھر ذرا سی بات بدگمانی کا سبب بن جاتی ہے۔ اللہ پاک قراٰن میں ارشاد فرماتا ہے: ترجمۂ کنزُالایمان: ”اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو۔“

(پ26، الحجرات:12)

اس ذرا سی بدگمانی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل میں نفرت و بغض رہتا ہے جو آگے چل کر مزید گناہوں کا باعث بن جاتا ہے۔ دوستیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ رشتے خراب ہو جاتے ہیں۔ میاں بیوی کے درمیان اختلافات ہو جاتے ہیں۔ بات چھوٹی سی ہوتی ہے لیکن ہم اس کو دل سے لگا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور اپنا دل خراب کر لیتے ہیں جبکہ قراٰنِ پاک میں ہے: ترجمۂ کنزالایمان: ”اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔“ (پ15، بنی اسرآءیل:36)

کتنا سا زخم تھا اور ہم نے اسے کھرچ کھرچ کر کتنا بڑا کر لیا۔ چھوٹی سی ناگوار بات تھی، اسے دل سے لگا کر بیٹھے رہے۔ ایسی بہت ساری چھوٹی چھوٹی باتیں جمع ہو گئیں اور اب دل میں بغض و کینہ ہے۔

ایسا نہ کریں، جس طرح ہم انسان ہیں اسی طرح دوسرے لوگ بھی انسان ہیں۔ جس طرح ہم سے روز چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہوتی ہیں اسی طرح دوسروں سے بھی ہو جاتی ہیں۔ لوگوں کی غلطیوں سے درگزر کریں۔ اگر ان کی کہی باتوں سے بار بار دل دکھتا ہے کبھی غصہ بھی آتا ہے تو ان سے درگزر کریں اور انہیں بار بار معاف کریں۔

اللہ کی رضا کے لئے دوسروں کو معاف کرنے کی عادت بنائیں۔ معاف کرنے کے بہت زیادہ فضائل ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ترجمۂ کنزالایمان: ”اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ (پ28، التغابن:14)

آج لوگوں کو یہ سوچ کر معاف کر دیں کہ میں آج اللہ کی رضا کے لئے لوگوں کو معاف کرتی ہوں اس امید پر کہ کل قیامت کے دن اللہ پاک میری خطاؤں کو معاف فرما دے۔

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

1 عمرے کی ادائیگی کے بعد دوبارہ حیض کا اثر ظاہر ہو جائے تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کی حیض میں عادت سات دن تھی وہ احرام باندھ کے عازم سفر ہو گئی اپنی عادت کے مطابق 7ویں دن غسل کر کے عمرہ ادا کیا جس وقت غسل کیا اس وقت پاکی کا یقین تھا پھر عمرہ کی ادائیگی کے کچھ ہی دیر کے بعد دوبارہ حیض کا اثر ظاہر ہوا جو ایک دن رات سرخی مائل تھا ایک دن مٹیالا اور پھر دسویں دن صبح ہی سفید ہو گیا ان دِنوں انہوں نے انفیکشن کی دوا بھی کھائی غالباً اسی کی وجہ سے مکمل پاکی آئی اب ان کے اس عمرے کا جو ادا کیا، کیا حکم ہے اور نمازوں کے بارے میں ارشاد فرمایئے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حیض کی عادت دس دن سے کم ہو مثلاً سات دن اور عادت کے مطابق یہ خون آنا بند ہو گیا پھر اگر آٹھویں دن دوبارہ خون شروع ہوا اور دس دن پورا ہونے سے پہلے یا دس دن کے مکمل ہونے پر ختم ہو گیا تو یہ تمام دن حیض کے ہی شمار کیے جائیں گے اور جو عمرہ ادا ہوا وہ ناپاکی کی حالت میں ہوا۔ سفید رطوبت حیض میں شمار نہیں ہو گی جبکہ مٹیالی رنگت والی رطوبت حیض شمار ہوتی ہے۔ حیض کی حالت میں نماز معاف ہے۔ لہذا سوال میں پوچھی گئی صورت میں حکم یہ ہے کہ طواف کا اعادہ (یعنی دوبارہ کرنا) لازم ہو گا جب تک مکہ مکرمہ میں ہے، اعادہ نہ کرنے کی صورت میں دم دینا ہو گا، کیونکہ طہارت طواف میں واجب ہے اور سعی میں طہارت مستحب ہے۔ اسے چاہئے کے طواف کے ساتھ سعی کا بھی اعادہ کرے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 حمل ضائع ہونے کے بعد آنے والے خون کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی اہلیہ کا دوماہ کا حمل ضائع (Miscarriage) ہو گیا اور دو دن تک خون جاری رہا اس کے بعد رک گیا تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کی اہلیہ کا بچہ ضائع ہونے کی صورت میں جو دو دن تک خون آتا رہا وہ نفاس کا خون شمار ہو گا یا حیض کا؟ نیز ان دنوں کی نمازوں کا کیا حکم ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دریافت کردہ صورت میں حمل ضائع ہونے کے بعد دو دن تک جو خون آتا رہا وہ استحاضہ کا خون شمار ہو گا اور ان دنوں کی نمازیں اگر نہیں پڑھیں تو ان کی قضا کرنا لازم ہو گی۔

مسئلہ کی تفصیل: قوانینِ شرعیہ کے مطابق اگر عورت کا حمل 120 دن سے پہلے ساقط (Miscarriage) ہو جائے تو اگر

معلوم ہو کہ حمل کا کوئی عضو جیسے انگلی یا ناخن یا بال وغیرہ بن چکا تھا، اس کے بعد حمل ضائع ہوا، تو آنے والا خون نفاس ہو گا، عورت نفاس کے احکام پر عمل کرے گی، کیونکہ اعضاء چار ماہ سے پہلے بننا شروع ہو جاتے ہیں جبکہ روح چار ماہ مکمل ہونے پر پھونکی جاتی ہے اور عضو بن جانے کے بعد حمل ضائع ہو جانے کی صورت میں آنے والا خون نفاس کا ہوتا ہے۔ البتہ حمل چار مہینے یعنی 120 دن سے پہلے ضائع ہو جانے کی صورت میں اگر معلوم نہ ہو کہ اس کا کوئی عضو بنا تھا یا نہیں یا معلوم ہو کہ کوئی بھی عضو نہیں بنا تھا، تو آنے والا خون نفاس نہیں ہو گا۔ اس صورت میں خون اگر کم از کم تین دن رات یعنی 72 گھنٹے تک جاری رہا اور اس خون کے آنے سے پہلے عورت پندرہ دن پاک رہ چکی تھی، تو یہ خون حیض کا ہو گا اور اس صورت میں عورت حیض کے احکام پر عمل کرے گی اور اگر تین دن رات سے پہلے ہی خون بند ہو گیا یا بند تو نہ ہوا لیکن اس خون کے آنے سے پہلے عورت پندرہ دن پاک نہیں رہی تھی، تو یہ خون استحاضہ یعنی بیماری کا ہو گا، اس صورت میں عورت استحاضہ کے احکام پر عمل کرے گی۔ لہٰذا دریافت کردہ صورت میں جبکہ 120 دن سے پہلے دو ماہ بعد ہی حمل ضائع ہو گیا تھا اور اس کے بعد جو خون آیا وہ بھی دو دن بعد بند ہو گیا تھا تو اصول کے مطابق وہ استحاضے کا خون شمار ہو گا اور استحاضے کی حالت میں نماز و روزہ کی معافی نہیں تو زید کی اہلیہ نے اگر ان دنوں کی نمازیں نہیں پڑھیں تو ان کی قضا کرنا ان پر لازم ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جُمادَی الاُولیٰ کے چند اَہم واقعات

تاریخ / ماہ / سِن	نام / واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
2 جُمادَی الاُولیٰ 1286ھ	یومِ وصال جَدِّ اعلیٰ حضرت، حضرت علّامہ رضا علی خان رحمۃُ اللہِ علیہ	فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ
7 جُمادَی الاُولیٰ 735ھ	یومِ عرس حضرت شاہ رُکنِ عالَم رُکنُ الدّین سہروردی رحمۃُ اللہِ علیہ	فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ
8 جُمادَی الاُولیٰ 1334ھ	یومِ وصال حضرت علّامہ مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃُ اللہِ علیہ	فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1439ھ
17 جُمادَی الاُولیٰ 73ھ	یومِ شہادت صحابیِ رسول حضرت عبدُ اللہ بن زبیر رضی اللہُ عنہما	فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ
17 جُمادَی الاُولیٰ 1362ھ	یومِ وصال شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃُ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ	فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1440ھ
22 جُمادَی الاُولیٰ 578ھ	یومِ وصال امامُ الاولیاء، حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ	فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ
27 جُمادَی الاُولیٰ 73ھ	یومِ وصال صحابیہ رسول حضرت اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہُ عنہما	فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ
جُمادَی الاُولیٰ 4ھ	وصالِ مبارکہ نواسۂ رسول حضرت عبدُ اللہ بن عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہما	فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1442ھ
جُمادَی الاُولیٰ 8ھ	شہدائے جنگِ موتہ حضرات جعفر طیار، زید بن حارِثہ اور عبد اللہ بن رَواحہ رضی اللہُ عنہم سمیت 12 صحابہ نے شہادت پائی	فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1439 تا 1442ھ
جُمادَی الاُولیٰ 855ھ	شہادتِ مبارکہ حضرت سیّد شاہ یقیق بخاری رحمۃُ اللہِ علیہ	فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1439ھ

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

زلفیں سجائیے ثواب کمائیے

از: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

سُنَّت یہ ہے کہ سر کے بال آدھے کان یا کان کی لَو یا کندھے تک رکھے جائیں۔ ”رسولِ کریم، رءُوف رّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زلفیں کبھی نِصْف (یعنی آدھے) کان مبارَک تک تو کبھی کان مبارَک کی لَو تک اور بعض اوقات بڑھ جاتیں تو مبارَک شانوں یعنی کندھوں کو جُھوم جُھوم کر چومنے لگتیں۔“ (550 سنتیں اور آداب، ص40-الشمائل المحمدیۃ للترمذی، ص18، 34، 35)

دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول کی برکت سے اسلامی بھائیوں کی بڑی تعداد نے جہاں بہت سی سنّتوں اور آداب پر عمل کیا وہیں زلفیں رکھنے کی سنّت کو بھی اپنایا، لیکن کچھ عرصے سے میں نے نوٹ کیا ہے کہ زلفیں رکھنے کی سنّت پر عمل میں کمی دیکھی جارہی ہے اس کے علاوہ نوجوانوں میں فیشن کے نام پر سر کے بالوں میں طرح طرح کے الٹے سیدھے انداز اپنائے جارہے ہیں۔ بعض لوگ عورتوں کی طرح اپنے بال اتنے بڑھا لیتے ہیں کہ کندھوں سے نیچے جارہے ہوتے ہیں، اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حرام لکھا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/600) اور پھر کئی تو ان بالوں میں پونی باندھ کر یا کلپ لگا کر گھوم رہے ہوتے ہیں، یہ بھی عورتوں سے مُشابَہت کی وجہ سے گناہ کا کام ہے، حضرت علّامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے، بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو اُن کے سینے پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جُوڑے (یعنی بالوں کو اکٹھا کر کے سر کے پیچھے گانٹھ) بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلافِ شرع ہیں۔ (بہار شریعت، 3/587)

اللہ کرے کہ سب مسلمان سُنَّت کے مطابق بال رکھیں! باپ اگر سُنَّت کے مطابق بال رکھے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے بیٹوں کا ذہن بھی بنے، کیونکہ بڑوں کو دیکھ کر بچے بھی ویسا ہی کرتے ہیں۔ اگر گھر کے بڑے فیشن والے بال بنوائیں گے تو بچے بھی یہی سیکھیں گے، اس طرح بچوں کا سُنَّت پر عمل کرنے کا ذہن کیسے بنے گا؟ لہٰذا آج سے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس پیاری پیاری سُنَّت کو اپنے سر پر سجانا شروع کر دیجئے، اگر سنجیدگی کے ساتھ کوشش کریں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ الکریم آپ زلفیں رکھنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

مکتبۃ المدینہ کی کتابیں گھر بیٹھے حاصل کرنے کے لئے اس نمبر 9978626025 پر Call SMS WhatsApp کریں۔

PRINTER, PUBLISHER, EDITOR & OWNER
Hajmani Shabbirbhai Rajakbhai - Butbala's Chawl, Nr. Central Ware House, Danilimda, Ahmedabad-380028 (Gujarat)
PLACE OF PRINTING: Modern Art Printers - Opp. Patel Tea Stall, Dabgarwad Naka, Dariyapur, Ahmedabad-380001
PLACE OF PUBLICATION: Butbala's Chawl, Nr. Central Ware House, Danilimda, Ahmedabad-380028 (Gujarat)